Volume III
No. 29

SP. III-29-76 (E)
250

THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday, April 16, 1976.

CONTENTS

PAGES

Information Re : Correction published by paper of earlier report about smoking in the House by Senator Qazi Faizul Haque—*Conveyed to housing Mr. Chairman* 169

Ruling Re : Expunction of portions of proceedings which relate to the mishap of exchange of hot words aspersions, attacks, criticism and unparliamentary language—*Direction to the staff issued* 169

Motion Re : Situation arising out of the spiralling prices of consumer goods, other articles of daily use, PIA and Railway fares—*Talked out* 170

PRINTED AT THE DOGARSONS ART PRINTERS, 17—URDU BAZAR, LAHORE
PUBLISHED BY THE MANAGER OF PUBLICATIONS, KARACHI
Price : Paisa 50

SENATE DEBATES
THE SENATE OF PAKISTAN

Friday, April 16, 1976

The Senate of Pakistan met on Friday the 16th April, 1976 in the Senate Chamber, State Bank Building, Islamabad, at half-past nine of the clock in the morning, Mr. Chairman (Habibullah Khan) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

INFORMATION RE : CORRECTION PUBLISHED BY PAPER OF EARLIER REPORT ABOUT SMOKING IN THE HOUSE BY SENATOR QAZI FAIZUL HAQUE

Mr. Chairman : Gentlemen, before we take next item i.e. discussion on the motion, I would like to inform you that the local Urdu Daily has published the clarification as desired by the House yesterday in connection with the privilege motion moved by Qazi Faizul Haq, and I think the House will feel satisfied with the clarification. It has appeared in the Paper today. So, the matter ends there. Nothing more is to be done in this connection.

Now, we take item No. 2 Motion amended on Friday by Khawaja Mohammad Safdar, and accepted by the Treasury Benches, and we start dicussion.

Yes, Khawaja Sahib ?

[* * * *]

RULING RE : EXPUNCTION OF PORTIONS OF PROCEEDINGS WHICH RELATE TO THE MISHAP OF EXCHANGE OF HOT WORDS, ASPERSIONS, ATTACKS, CRITICISM AND UNPARLIAMENTARY LANGUAGE

Mr. Chairman : All right. It is my direction to the staff concerned and to the authorities concerned that all those parts and portions of the proceedings of yesterday which relate to this sorry mishap, exchange of hot words, aspersions. attacks and criticism which had been objected to, and which are unparliamentary should be expunged from the record,

---

[* * * *] Expunged as ordered by the Chairman.

[Mr. Chairman]

and if necessary it should be shown to me. so that I may ensure that all those parts and portions have been removed, and nothing should remain on the record. This is my direction.

Khawaja Mohammad Safdar : Thank you.

MOTION RE : SITUATION ARISING OUT OF THE SPIRALLING PRICES OF CONSUMER GOODS, OTHER ARTICLES OF DAILY USE, PIA AND RAILWAY FARES

ملک محمد اختر (وزیر قانون و پارلیانی امور) **:** سر ! ایک اور درخواست ہے پیشتر اس کے کہ محترم خواجہ صاحب کام شروع کریں اغلباً آج ایک ہی موشن ڈسکس ہو گا تو کوئی ایسا ٹائم کر دیجئے جس میں دونوں اطراف سے کچھ مل جل کر لوگ شرکت فرما سکیں تو خواجہ صاحب بھی اپنا قیمتی مشورہ دے دیں کہ کتنی دیر بات کرنی ہے ۔

Mr. Chairman : I am in your hand.

خواجہ محمد صفدر : ویسے تو اوقات مقررہ کے مطابق ساڑھے بارہ بجے اجلاس ملتوی ہو جانا چاھئیے اور زیادہ سے زیادہ ایک بجے تک اجلاس چلا سکتے ہیں کیونکہ آج جمعہ ہے ویسے مجھے وقت کی کمی بیشی پر کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

ملک محمد اختر : ذرا نمبرز آف اسپیکرز کا بھی پتہ کر لیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

Mr. Chairman : What is the suggestion ? Should it be 12.30 p.m ?

Malik Mohammad Akhtar (Minister for Law and Parliamentary Affairs) : 12.30 p.m. Sir, that is reasonable.

Mr. Kamran Khan : Sir, let there be a compromise between 12.30 and 1 p.m. Let it be quarter to One.

Mr. Chairman : All right, let it be quarter to One. He has never made a request. This is the first time he has made a request, and we should agree to it. So, we must finish this at 12.45 p.m.

Rana Mohammad Hanif Khan (Minister for Finance, Planning and Development) : Sir, may I make a submission with your permission ? Since I have to wind up I will be needing some extra time.

Khawaja Mohammad Safdar : Half an hour ?

Rana Mohammad Hanif Khan : May be forty five minutes.

Khawaja Mohammad Safdar : No.

Mr. Chairman : There can be a via media you, see. Let there be less number of speakers from this side.

Rana Mohammad Hanif Khan : If I am left with forty five minutes, Sir, I will be thankful.

Mr. Chairman : You will have forty five minutes, provided you have lesser number of your supporters.

So, from the Opposition side Khawaja Mohammad Safdar, Maulana Shah Ahmad Noorani and Mr. Kamran Khan will speak ?

Khawaja Mohammad Safdar : Yes, Sir.

(*Interruptions*)

Malik Mohammad Akhtar : I will have to deal with fares and PIA, but I will take only five to seven minutes.

Mr. Chairman : All right, now the decision is, and this is, gentlemen's agreement—there will be three gentlemen from the Opposition—Khawaja Sahib, Maulana Sahib and Mr. Kamran Khan ; and three from the treasury benches namely, Mr. Qamaruzzaman Shah, Mr. Niamatullah Khan Shinwari and Mr. Qaim Ali Shah, and over and above that Malik Akhtar will have $4\frac{1}{2}$ minutes.

(*Interruptions*)

Malik Mohammad Akhtar : Sir...

Mr. Chairman : You said 'four and five minutes.' I said, all right four and five does not carry any sense, so let it be $4\frac{1}{2}$ minutes.

Malik Mohammad Akhtar : That makes nine, Sir.

Mr. Chairman : So, Khawaja Sahib, you start the ball rolling and all the speakers have to finish at 12 O'clock. At 12 O'clock I will give the floor to the Finance Minister who will wind up.

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! ابھی چند روز ہوئے محترم وزیر خزانہ نے اہل پاکستان کو یہ مژدہ سنایا کہ گندم سبزی اور دالوں غرضیکہ اٹھارہ اشیاء صرف کی قیمتوں میں نمایاں کمی ہو چکی ہے اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ محترم وزیر خزانہ کی یہ اطلاع ذاتی تو ہو نہیں سکتی ان کو ان کے جن مشیروں

[Khawaja Mohammad Safdar]

نے یہ اطلاع دی ہے وہ درست نہیں دی کہ ماسوائے گندم کے کسی شے کے نرخ کم نہیں ہوئے اور گندم کے نرخ کم ہونے کی وجہ حکومت کی کوئی پالیسی یا کوشش نہیں ہے بلکہ اقتصادی اور معاشی اصول ہے جس کے مطابق ہر سال مارچ کے آخر اور اپریل کے شروع میں گندم کے نرخ کم ہو جاتے ہیں کیونکہ نئی فصل بازار میں آنے والی ہوتی ہے اور جن لوگوں کے پاس گندم کے stocks ہوں خواہ وہ زمیندار ہوں خواہ stockists ہوں یا وہ آڑھتی ہوں وہ گندم کے stocks مارکیٹ میں لے آتے ہیں اور رسد اور طلب کے اصول کے مطابق جب رسد طلب کے مقابلے میں بڑھ جاتی ہے تو قیمتیں گرتی ہیں اور ہر سال یہی phenomenon وقوع پذیر ہوتا ہے اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے جناب والا ! جہاں تک دالوں کا تعلق ہے میں محترم وزیر خزانہ کی اطلاع کے لئے عرض کرونگا کہ حالیہ بارشوں کی وجہ سے چنے کی فصل خصوصیت سے متاثر ہوئی ہے جس کی وجہ گذشتہ چند دنوں میں چنے کا بھاؤ پندرہ سے بیس روپے فی من کے حساب سے بڑھ گیا ہے اور آج چنے کی دال کا بھاؤ دو روپے سیر سے کم نہیں ہے ماش کا بھاؤ چار روپے سیر ہے اور اسی طرح مونگ کا بھاؤ چار روپے سیر ہے اور جہاں تک سبزیوں کا تعلق ہے میں نے ابھی ابھی مارکیٹ سے نرخ حاصل کئے ہیں اور وہ یہ ہیں :

کدو تین روپے سیر ۔

مٹر تین روپے سیر ۔

کھیرا چار روپے سیر ۔

گاجر ایک روپے سیر ۔

پیاز ڈیڑھ روپے سیر ۔

رانا محمد حنیف خاں : یہ retail rate ہیں ؟

خواجہ محمد صفدر : تو اچھا آپ کا کیا خیال ہے کہ جو لوگ روز مرہ ضروریات زندگی کی چیزیں خریدنے جاتے ہیں ان کو ہول سیل نرخ پر ملتی ہیں اور جناب

اسی طرح

بھنڈی چھ روپے سیر -

کریلا بارہ روپے سیر -

Beens تین روپے سیر -

تر تین روپے سیر -

ٹماٹر چار روپے سیر -

علی ھذالقیاس جناب والا ! مارکیٹ کے ریٹ اس بات کے گواہ ہیں کہ محترم وزیر خزانہ کو جو اطلاع دی گئی ہے اور جس بناء پر انہوں نے اخبارات کو بیان دیا وہ غلط تھا اور مجھے افسوس ہے کہ محترم وزیر خزانہ نے اسی غلط خبر کی بناء پر عوام کو یہ مژدہ سنایا جناب والا ! شاید محترم وزیر خزانہ یہ - - -

رانا محمد حنیف خان : آلو اور onion کی کیا قیمت ہے ؟

خواجہ محمد صفدر : آلو ایک روپے سیر -

onion ڈیڑھ روپے سیر

(مداخلت)

خواجہ محمد صفدر : محترم وزیر خزانہ پوچھتے ہیں میں بتاتا جاتا ہوں شاید وزیر خزانہ کہیں کہ جو کچھ انہوں نے ارشاد فرمایا ہے وہ تھوک قیمتوں کے متعلق تھا جو تھوک قیمتیں ہیں ان میں کمی و بیشی ہوئی ہوگی - میں پرچون قیمتوں کا ذکر کر رہا ہوں - میں ان کے اپنے اعداد و شمار ان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں کیونکہ اتفاق سے ماہ فروری کا Economic Indicator کل ہی مجھے ملا اگرچہ یہ تین ماہ پرانا ہے اور یہ میرا قصور نہیں ہے یہ محترم وزیر خزانہ کا قصور ہے کہ ان کی تحویل میں جو محکمہ دیا گیا ہے وہ تین ماہ پرانی اطلاعات عوام کو مہیا کرتا ہے یعنی فروری کا Indicator جو ماہوار Statistics Division کا ماہوار رسالہ ہے وہ اپریل کے درمیان میں موصول ہوا ہے اور اس کے مطابق - - -

رانا محمد حنیف خاں : کب کا ہے ؟

خواجہ محمد صفدر : فروری کا ہے میں دے دوں اس میں Whole-sale Consumer Index اور General Consumer index کا گوشوارہ درج ہے -

[Khawaja Mohammad Safdar]

فروری ۱۹۷۵ء میں ۲۰۳ . ۷۹ اور

فروری ۱۹۷۶ء ہیں ۲۳۳ . ۰۹

اسی طرح خوراک وغیرہ کا انڈکس دیا گیا ہے

فروری ۱۹۷۵ء میں ۲۱۱ . ۲۲ اور

فروری ۱۹۷۶ء میں ۲۲۸ . ۴۲

یعنی پہلے میں اضافہ ۲۰ . ۲۹ کا ہوا اور دوسرے میں ۱۷ . ۲۰ کا اضافہ ہوا اسی طرح لباس اور جوتے وغیرہ ہیں

فروری ۱۹۷۵ء میں ۲۲۵ . ۲۰ اور

فروری ۱۹۷۶ء میں ۲۴۳ . ۰۷

اضافہ ۱۷ . ۸۷

اسی طرح مکان وغیرہ ہیں

فروری ۱۹۷۵ء ۱۸۶ . ۴۰ اور

فروری ۱۹۷۶ء ۲۰۷ . ۰۸

اضافہ ۱۹ . ۵۸

اسی طرح متفرق

فروری ۱۹۷۵ء میں ۱۸۹ . ۴۶ اور

فروری ۱۹۷۶ء میں ۲۱۴ . ۰۲

اضافہ ۲۴ . ۵۶

جناب والا ! سال بھر میں یہ اضافہ اوسطاً ۲۲ نقاط بنتا ہے ایک سال میں بائیس نقاط ۔ دنیا میں پاکستان واحد ملک ہے جس میں سال بھر میں Consumer Index میں بائیس نقاط کا اضافہ ہوا اور اسی طرح -----

Syed Qaim Ali Shah Jillani : (Minister for Industries, Kashmir Affairs and Northern Areas) : Question.

رانا محمد حنیف خاں : پچھلے سال ؟

خواجہ محمد صفدر : سال رواں کی بات کر رہا ہوں ۔ فروری سے فروری تک ۔ میں نے یہ اعداد و شمار پڑھ کر سنائے ہیں ۔ یہ آپ ہی کی شائع کردہ کتاب میں سے ہیں ۔ کتاب ہے

Statistics Division News letter.

یکم اپریل ۱۹۷۶ء کی اشاعت ۔ آپ ذرا اسے دیکھ لیں ۔

رانا محمد حنیف خاں : یہ مجھے دے دیں ۔

خواجہ محمد صفدر : اپنی کتاب لائیے ۔

جناب والا ! حقیقت یہ ھے کہ عام قیمتوں میں حالیہ اضافہ کا سبب ، گیس کی قیمت میں بار برداری کے نرخوں میں اور ایکسائز ڈیوٹی میں اضافہ بھی ھے مثلاً جی آئی پائپ کی قیمت میں دو چار روز پہلے چالیس فیصد کا اضافہ ھوا ھے اور مزید اضافہ ھو رہا ھے ۔

جناب قاضی فیض اللہ : پوائنٹ آف Clarification ۔ خواجہ صاحب نے جو سبزیوں کے نرخ گنوائے ہیں تو میں یہ پوچھنا چاھتا ھوں کہ آنریبل منسٹر صاحب نے جو مژدہ سنایا ھے کہ ضرورت کی اشیاء کی قیمتوں میں کمی ھوئی ھے ۔ انہوں نے پورے پاکستان کے نرخوں کی بات کی تھی لیکن خواجہ صاحب نے صرف پنڈی کی مارکیٹ کے نرخ دیئے ہیں ۔

Mr. Chairman: All right. Please resume your seat. It is not a point of order. I hope you would not repeat it like that. You see, the atmosphere, friendly and congenial atmosphere, when all are happy and listening to each other just like friends such interruption may disrupt the speaker. It is no point of order. Well, the Minister is quite competent. He will look after this.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! مجھے یقین ہے آنریبل وزیر خزانہ مجھ سے اختلاف نہیں کریں گے کہ اشیاء صرف کی قیمتوں میں سرعت سے اضافہ ھوا ہے ۔ البتہ وہ اس بات میں مجھ سے اختلاف کر سکتے ہیں کہ اس مہنگائی کے اسباب کیا ہیں اور اس کی وجوہات کیا ہیں ۔ کیا اس حکومت کی اس بارے میں کوئی ذمہ داری ہے ۔ شائد وہ اس بارے میں اختلاف کریں ۔ لیکن میں یہ پسند کروں گا

[Khawaja Mohammad Safdar]

کہ وہ وجوہات جو مختلف وزرا صاحبان گاہے بگاہے ان معزز ایوانوں میں پیش کرتے رہتے ہیں اور یہاں حکومت کی مستند مطبوعات میں جو کچھ درج کیا گیا ہے پیش کروں - میں اپنی طرف سے ان وجوہات میں اضافہ نہ کروں گا اور اگر میں بڑھاوں گا تو عرض کروں گا کہ میں اپنی جانب سے مہنگائی کی یہ وجہ بڑھا رہا ہوں - اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ قیمتوں میں اضافے کا رجحان ۱۲ مئی ۱۹۷۲ سے چلا آ رہا ہے جب ہمارے سکے کی قیمت گر گئی یا گرا دی گئی اور وہ بھی ۱۳۱ فی صد تک - اگرچہ اس وقت ارباب اقتدار نے وعدہ کیا تھا کہ اشیاء صرف کی قیمتوں میں اضافہ نہیں ہونے دیا جائے گا - بہر حال وہ پرانا قصہ ہے اس کو چھوڑتا ہوں - لیکن جون ۱۹۷۳ء میں قومی اسمبلی میں مہنگائی کی وجوہات اور مہنگائی کے مسئلے پر بحث ہوئی - دونوں طرف سے دلائل کے انبار لگائے گئے - حکومت کی جانب سے محترم غلام مصطفیٰ جتوئی نے جو اس وقت وزیر مواصلات تھے ۲۰ صفحات پر مشتمل ایک تقریر پڑھ کر سنائی وہ تقریر اس بحث کے جواب میں تھی جو ایوان میں ہوئی تھی - اس میں انہوں نے مہنگائی کے اسباب گنوائے - سر فہرست انہوں نے روپیہ کی قیمت میں کمی بیان کی ہے پھر افراط زر اور تیسرے درجے پرخسارے کی سرمایہ کاری اور چوتھے نمبر پر سمگلنگ اور اسی طرح کچھ اور وجوہات گنوائی ہیں - یہ اُن کی تقریر ہے جو نیشنل اسمبلی کی debate کا حصہ ہے - یہ چار جون 1973ء کی بات ہے اس کے بعد میری ھی ایک تحریک پر اس معزز ایوان میں اسی موضوع پر بحث ہوئی اور محترم خورشید حسن میر جو اس زمانے میں کابینہ کے رکن تھے انہوں نے اس ساری بحث کو سمیٹتے ہوئے حکومت کے نکتہ نظر کو اٹھارہ صفحات پر مشتمل ایک تحریری بیان دیا - انہوں نے یہاں کچھ حصہ پڑھ کر سنایا اور آپ نے حکم دیا تھا کہ It will form part of the debate اس میں انہوں نے مہنگائی کی بڑی بڑی وجوہات گنوائی تھیں - انہوں نے سر فہرست روپیہ کی قیمت میں کمی ، بین الاقوامی افراط زر اور خسارے کی سرمایہ کاری اور سمگلنگ اور اسی طرح کی دو چار وجوہات اور بیان کیں جنکا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اسی طریقہ پر Pakistan Economic Survey جو وزارت خزانہ کی طرف سے شائع ہوتی ہے - اس کی 1972-73ء کی اشاعت کے صفحہ 74 پر Economic

Survey کے باب 9 صفحہ Economic Survey کے 1974-75ء اور کے باب چھ میں 10 پر مہنگائی کے اسباب دیئے گئے ہیں - میں طوالت کے خیال سے ان کا ذکر ترک کرتا ہوں - یہ وجوہیں ہیں جو وزیر صاحبان نے پارلیمنٹ کے ایوانوں میں پیش کی ہیں - وزیر خزانہ کی سال رواں کی بجٹ تقریر میں مہنگائی کے اسباب میں سر فہرست بین الاقوامی افراط زر بیان کیا گیا جو تیزی سے بڑھ رہا ہے اور یہی وجہ قمیتوں میں اضافہ کی ہے - جناب والا ! یہ وجوہات ہیں جو سرکاری طور پر اس ملک میں شہریوں کو بتائی گئی ہیں میرے پاس وقت نہیں ہے ورنہ میں ان میں سے ایک ایک وجہ کے متعلق دلائل سے یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ تمام وجوہات حکومت کی پیدا کردہ ہیں اور میں اس سے نیتجہ اخذ کر سکتا ہوں کہ مہنگائی حکومت کی پیدا کردہ ہے - میں صرف دو باتوں کے متعلق اس ایوان میں چند گذارشات پیش کروں گا جہاں تک روپیہ کی قیمت میں کمی کرنے کا تعاق ہے وہ ان کے بس کا روگ نہیں ہے اس کی کئی وجوہات ہیں ، بین الاقوامی قوتیں اس میں کار فرما ہیں - میں اس کو چھوڑ دیتا ہوں - میں افراط رز کی طرف آتا ہوں - ایک بین الاقوامی افراط زر ہوتا ہے اور ایک اندرون ملک افراط رز کے جو اثرات بتائے جاتے ہیں اور جو ہماری ملکی معیشت پر مرتب ہو رہے ہیں میں مانتا ہوں کہ وہ موجود ہیں لیکن اثرات کم و بیش سب ملکوں پر ایک جیسے ہوتے ہیں - لیکن ہم وہ اثرات زیادہ محسوس کر رہے ہیں - دوسرے ملکوں کے متعلق اس کی کچھ اور وجوہات ہوں گی - ہمارے ملک میں غلط پالیسیاں ، غلط معاشی پالسیاں ہیں - جو افراط رز میں اضافے کا موجب بنتی ہیں میں ان غلط پالیسیوں کی نشاندھی کروں گا لیکن میرے پاس وقت نہیں ہے مختصراً گذارشات پیش تفصل سے کرتا - بین الاقوامی افراط زر کا ہماری معیشت پر کسی حد تک اثر پڑا ہے - وزیر متعلقہ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ افراط زر کی دو بڑی وجوہات ہیں - ایک وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے ایسے اخراجات متواتر بڑھائے جا رہے ہیں جن کو unproductive اخراجات کہا جاتا ہے یا غیر پیداواری اخراجات ہیں - ان اخراجات کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ سال رواں میں سول ایڈمنسٹریشن پر وفاقی حکومت کا 145.45 کروڑ روپے صرف ہوں گے - اس سے پچھلے سال اگرچہ بجٹ میں دکھایا گیا تھا کہ 96.86 کروڑ روپیہ صرف ہوں گے لیکن نظر ثانی شدہ تخمینہ کے مطابق 127.94 کروڑ

[Khawaja Mohammad Safdar]

خرچ ہوئے ۔ اور اسی موضوع پر یا اسی مد پر 72-1971ء میں کل اخراجات 67 کروڑ 53 لاکھ تھے اور سال 70-1969ء میں 65 کروڑ 84 لاکھ تھے یعنی اس کا مطلب یہ ہوا کہ ملک 40 فی صدی رہ گیا ہے لیکن اخراجات 6 گنا نہیں تو 5 گنا ضرور بڑھ گئے ہیں ۔ ایک وجہ تو افراط زر کی یہ ہے اور دوسری وجہ کرنسی میں پھیلاؤ ہے ۔ جناب والا ! میں اس کے لئے پھر سرکاری مطبوعات کا سہارا لوں گا اور میرے پاس کچھ مطبوعات ہیں ۔ اگر محترم وزیر خزانہ میرے کسی اعداد و شمار پر شک کا اظہار فرمائیں گے تو میں ان کی خدمت میں اصل کتاب پیش کروں گا ۔ جناب والا ! اس ملک میں جولائی 1975ء میں کرنسی ان سرکولیشن یعنی گردش میں کرنسی 1060.30 کروڑ روپے تھی جو کہ 19 مارچ 1976ء کو یعنی کم و بیش ساڑھے آٹھ ماہ میں 1267.9 کروڑ روپے ہوگئی یعنی ساڑھے آٹھ ماہ میں 207.6 کروڑ کا ہم نے کرنسی ان سرکولیشن میں اضافہ کیا اور جوں جوں ہم مارکیٹ میں روپیہ پھینکتے جائیں گے تو اقتصادیات کے ابتدائی اصولوں کے مطابق جس چیز کی فراوانی ہوگی اس کی قیمت گرتی چلی جائے گی ۔ آپ روپیہ اور پھینکیں گے ، روپے کی قیمت اور گرے گی اور روپے کے مقابلے میں دوسری چیزوں کی قیمت بڑھتی چلی جائے گی ۔ ظاہر ہے کہ محترم وزیر خزانہ اس کا کوئی جواز پیش نہیں کر سکتے ۔ کیونکہ انہوں نے خود بھی اپنی بجٹ کی تقریر بابت 76-1975ء ، پیرا گراف 23 میں ارشاد فرمایا ہے اور میں پیش کرتا ہوں :

”مجھے اس بات کا پورا احساس ہے کہ افراط زر کے اسباب بیان کرنے سے عوام کی تسلی نہیں ہوتی جنہیں اپنی روزمرہ زندگی میں بڑھتی ہوئی قیمتوں کے مسائل سے دو چار ہونا پڑا ۔ میں امید کا اظہار کر سکتا ہوں کہ حکومت نے پچھلے دو سال کے دوران جو پالیسیاں اختیار کی ہیں ان کے نتائج جلد ظاہر ہونا شروع ہو جائیں گے ۔ آئیندہ مالی سال کے دوران“ (اور یہ وعدہ ہے) کہ آئندہ مالی سال کے دوران حکومت افراط زر پر قابو پانے کا تہیہ کر چکی ہے“ ۔

By issuing notes worth 207 crores.

اور جناب والا ! کرنسی ہی کے متعلق میں عرض کروں کہ جب یہ حکومت برسراقتدار آئی تو اس وقت مشرق اور مغربی پاکستان کو ملا کر آٹھ ، ساڑھے آٹھ سو کروڑ سے زیادہ دونوں حصوں میں کرنسی موجود نہیں تھی اور یہ انھی کی شائع کردہ کتابیں ہیں جن سے کہ میں حوالہ دے رہا ہوں ۔ تو جناب والا ! یہ دو باتیں ہیں کہ جن کی تمام تر ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے ۔ ایک اور جس کا میں ضرور ذکر کرنا چاہتا ہوں اور مجھے خوشی ہے کہ محترم مرزا رفیع رضا صاحب ، وزیر پیداوار تشریف لے آئے ہیں ۔ میں ان کی یہاں غیر موجودگی بری طرح سے محسوس کر رہا تھا کیوں کہ دوسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ ان سے زیادہ متعلق ہے بہ نسبت وزیر خزانہ کے ۔ میری مراد یہ ہے کہ ایک اور وجہ ہے جس کی بنا پر ہمارے ہاں چیزیں مہنگی ملتی ہیں ، اشیائے صرف کی قیمتوں میں اضافہ ہو رہا ہے ۔ پہلے تو میں یہ گذارش کروں گا کہ وہ انتہائی ناروا ٹیکس ہیں اور یہ بات وزیر خزانہ سے متعلق ہے ۔ دنیا میں پاکستان واحد ملک ہے جہاں indirect اور direct ٹیکسوں کا تناسب 89 اور 11 ہے ایوب خان کے دور میں بھی یہ تناسب 23 اور 67 تھی ۔ انھی کی کتابوں میں درج ہے کہ یہ شرح کم ہو گئی ہے بہت کم ہو گئی ہے ۔ direct taxes کل محاصل کا صرف 11 فی صد ہیں اور بقایا 89 فی صد ٹیکسز indirect taxe اور indirect taxes کون دیتا ہے ۔ غریب سے غریب آدمی بھی دیتا ہے اور امیر سے امیر آدمی بھی دیتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ taxation کی بنیادی پالیسی ہی غلط ہے اس لئے کہ جو ٹیکس دے سکتا ہو اس سے وصول کرنا چاہیے ۔ میں غریب آدمی بھی ہوں اگر میں ایک ماچس خریدنے جاؤں تو مجھے بھی وہی ٹیسکس ادا کرنا پڑتا ہے جو اس ملک کے سب سے بڑے سیٹھ کو ادا کرنا پڑتا ہے ۔ وہ ملک جو اپنے آپ کو مہذب کہتے ہیں ، ترقی یافتہ کہتے ہیں وہ زیادہ سے زیادہ زور direct taxes پر رکھتے ہیں اور indirect taxes کو کم سے کم عائد کرتے ہیں تاکہ عوام کو زیادہ سے زیادہ سہولت پہنچے لیکن ہمارے ہاں الٹ ہے کہ direct taxes کی ratio کم ہوتی جاتی ہے اور indirect taxes کی بڑھتی جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر چیز اس سے متاثر ہے ہر شے ، کپڑا ، گھی ، ماچس سگریٹ غرضیکہ اشیائے صرف کی ہر چیز ان ٹیسکسوں کی وجہ سے متاثر ہے اور ظاہر ہے کہ یہ معمولی معمولی چیزیں تو غریب

[Khawaja Mohammad Safdar]

آدمی نے خریدنی ہی ہیں - اشیائے تعیش پر indirect ٹیکس لگائے - اشیائے ضروریہ پر کیوں indirect taxation عائد کی جاتی ہے - بنیادی طور پر میں یہ suggest کروں گا کہ آپ اپنی taxation کی پالیسی کو revise کریں اور میں یہ بھی یاد دلا دوں کہ اگر محترم وزیر خزانہ صاحب اپنی پارٹی کے منشور کو ملاحظہ کریں گے تو میری تائید وہاں پائیں گے - پارٹی کے منشور پر عمل کیجئیے - اس کو ردی کے ٹکڑے کی طرح نہ پھینک دیجئے - دوسری بات جو وزیر پیداوار سے متعلق ہے وہ یہ ہے کہ کار خانے حکومت کی تحویل میں لئے گئے ان کی مصنوعات اور پیداوار حکومت کی اجارہ داری ہے از خود قیمتیں بڑھا رہی ہے اور پھر ان کا وجہ جواز جو بتایا جاتا ہے وہ اس قدر بھونڈی ہوتی ہے کہ آدمی کو ہنسی آتی ہے مثال کے طور پر چند ماہ ہوئے گیس کی قیمت میں اضافہ ہوا دو تین دن بعد سیمنٹ کی قیمت میں اضافہ ہو گیا اور حکومت کی جانب سے اعلان ہوا کیوں کہ گیس کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے اس لئے سیمنٹ کی قیمت میں اضافہ ہونا چاہیے - کوئی ان بھلے آدمیوں سے پوچھے کوئی ان محترم دوستوں سے پوچھے کہ بھائی گیس کی قیمت میں بھی تو آپ نے ہی اضافہ کیا ہے - کرئی دوسرا شخص یا کوئی پارٹی یا گروہ یا دوسری کوئی قوت تو اس میں اضافہ کرنے کا باعث نہیں بنی - سیمنٹ کی قیمتوں میں اضافہ کرتے وقت حکومت کے ترجمان کی جانب سے یہ کہا گیا کہ ہم نے یہ اضافہ اس لئے کیا ہے کہ ہم نے ان کارخانوں میں توسیع کرنی ہے - اگر یہ کارخانے پرائیویٹ سیکٹر میں ہوتے تو میں وزیر پیداوار سے پوچھ سکتا ہوں کہ کیا اس پرائیویٹ سیکٹر میں توسیع کرنے کے لئے اس کار خانہ دار کو حکومت یہ اجازت دے دیتی کہ وہ قیمت بڑھا دیں ہر گز اجازت نہ دیتی - مثال کے طور پر گھی کی قیمت لے لیں - میرے ایک سوال کے جواب میں دس پونڈ بناسپتی گھی کے ڈبے کی اوسط قیمت 37.14 روپے بتائی گئی - آٹھ ملوں کی اوسط نکالی گئی اور ہر مل کی لاگت قیمت علیحدہ علیحدہ بتائی گئی - کم سے کم لاگت قیمت وزیر علی انڈسٹریز کی تھی جو 34.31 روپے تھی اور زیادہ سے زیادہ مرافکو انڈسٹریز کی تھی جو 39.48 روپے تھی - بازار میں دس پونڈ کا ڈبہ 47 روپے میں فروخت ہوتا ہے - دس روپے دس پونڈ کے پیچھے یا ایک روپیہ ایک پونڈ کے پیچھے کیوں لیا

جاتا ہے اور اسی ضمن میں میں یہ عرض کر دوں کہ یہ اس وقت قیمت بڑھائی گئی تھی جب یہ کہا گیا تھا کہ سویابین آئل کی قیمت آسمان سے باتیں کر رہی ہے ۔ میں مانتا ہوں اس زمانے میں سویابین آئل کی قیمت زیادہ تھی لیکن میرے محترم وزیر صاحب مجھ سے اتفاق فرمائیں گے ۔ کہ آج سویابین کی قیمت میں ۵۰ فیصد کمی ہو گئی ہے لیکن پھر بھی وہی قیمت رکھی ہوئی ہے حالانکہ اس کے مطابق قیمت کم کرنی چاہئیے ، لیکن کون ان کو پوچھے ۔ ۔ ۔ ٹی ۔ سی ۔ پی ایک بہت بڑا ادارہ ہے جو کہ کروڑوں روپے کی ایکسپورٹ اور اسپورٹ کرتا ہے لیکن وہ اس قدر احمق ادارہ ہے کہ جب برازیل میں تانبے کی کانوں میں ہڑتال ہوئی اور تانبے کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگیں تو اس نے لاتعداد مقدار میں bulk کے حساب سے تانبا خریدا ، بیشمار حساب سے تانبا خریدا جبکہ قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں اور آج قیمتیں نیچے گر گئیں تو ٹی ۔ سی ۔ پی کہتی ہے ۔ کہ صاحب ہم نے تو اس بھاؤ خریدا ہے ۔ ہم دیکھتے اگر یہ کسی پرائیویٹ ادارے یا کسی بیوپاری نے خریدا ہوتا تو تانبے کو اس بھاؤ پر کیسے فروخت کر سکتا تھا ، اسپورٹ کے بعد تمام ضرورت مند لوگوں اور صنعتکاروں کو ٹی ۔ سی ۔ پی سے اس بھاؤ خریدنا پڑا جو ٹی ۔ سی ۔ پی نے مقرر کی ، انٹرنیشنل مارکیٹ میں اگرچہ نصف قیمت ہے اور اس وقت دوگنی تھی جناب والا ! اس کے علاوہ نمک ایک ادنی سی چیز ہے اس کی قیمت 9.26 روپے من تھی اور اس کی قیمت 27 روپے من ہے اور لوہا کے چند کارخانے حکومت کی تحویل میں ہیں ، وہ کارخانے 5300 سے لیکر 5500 ٹن تک کے حساب سے سریا فروخت کرتے ہیں جب کہ اس کی قیمت دوسرے جو پرائیویٹ کارخانے ہیں 3200 سے لیکر 3500 کے حساب سے فروخت کرتے ہیں اور یہ جو نمایاں فرق حکومت کے کارخانوں کی پیداوار کی قیمت میں اور نجی کارخانوں کی پیداوار کی قیمتوں میں ہے ۔ وہ واضع ہے ۔ نجی اداروں کا مقابلہ نہیں ہو سکتا البتہ جن کی اجارہ داری حکومت کے پاس ہے اس کی جو چاہیں قیمت مقرر کر لیں ، لیکن جہاں اجارہ داری حکومت کے پاس نہیں ہے وہاں قیمیں اعتدال پر ہیں ۔ میں مان لیتا ہوں کہ جناب والا ! میں نے صرف ایک وجہ اپنی جانب سے عرض کی ہے اور وہ دلیل کے ساتھ بیان کی ہے ۔ کیونکہ وقت ختم ہو رہا ہے میں اس تقریر کو سمجھتا ہوں ، آخری جملہ عرض کرتا ہوں تاکہ

[Khawaja Mohammad Safdar]

میرے دوستوں کو بھی وقت ملے ، میں گزارش کروں گا ۔ کہ یہ ایک مسئلہ ہے جس سے غریب ، امیر ، مرد ، عورت ، بچے اور بوڑھے ، اس ملک کا ہر فرد متاثر ہے ، اس لئے میں یہ نہایت ادب سے ارباب اقتدار کی خدمت میں درخواست کروں گا ۔ کہ ایسے مؤثر اقدامات زبانی جمع خرچ نہیں ، مؤثر اقدامات کریں تاکہ قیمتیں اعتدال پر آ جائیں ، ٹھیک ہے production میں اضافہ کرنا ہو گا ، لیکن production میں اضافہ کے علاوہ ، اگر چیز پر پچاس روپے من کے حساب سے عائد شدہ ایکسائز ڈیوٹی اڑا دی جائے تو 1¼ روپے سیر کے حساب سے چینی کا نرخ گر سکتا ہے آج ایکسائز 50.80 روپے من پر ہے ، تو میں گزارش کروں گا ۔ مؤثر اقدامات کیجئیے taxes کم کیجئیے اور قومی تحویل میں لئے گئے کارخانہ جات میں جو اشیائے صرف تیار ہو رہی ہیں ۔ میں اشیائے تعیش کی بات نہیں کر رہا ، ان کی قیمتیں کم رکھیں خصوصیت سے جن کی قیمتیں بین‌الاقوامی مارکیٹ میں کم ہیں۔ حال ہی میں ٹی۔ سی۔ پی کی جانب سے یہ اعلان بھی ہوا ہے ۔ کہ انہوں نے وہ تانبہ فروخت کر دیا ہے اور آئندہ وہ تھوڑی تھوڑی مقدار میں اشیاء درآمد کیا کریں گے لیکن

آنچہ دانا کند کند ناداں

ولیک بعد از خرابی بسیار

اب ٹی ۔ سی ۔ پی کو یہ خیال آیا ہے ۔ کہ اس کی سابقہ پالیسی غلط ہے جب تانبہ تین گنا بھاؤ فروخت کر دیا ۔ میں ان الفاظ کےساتھ جناب والا ! آپ کا اور ایوان کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

Thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you very much. Gentlemen, as already agreed to you, you see, as already agreed to by all sides, the Finance Minister will take up the Floor at twelve.

خواجہ محمد صفدر : میں جناب ! اگر اس طرف سے کوئی نئی بات ہوئی تو وزیر خزانہ سے پہلے ان کا جواب دوں گا ورنہ نہیں ۔

جناب چیئرمین : فیصلہ یہ ہوا ہے ۔ کہ بارہ بجے فنانس منسٹر wind up کریں گے تو اب گیارہ بجکر آٹھ منٹ ہوئے ہیں ، اب ۵۲ منٹ ہیں اور جس میں چھ

سپیکرز ہیں تو آٹھ آٹھ منٹ ہیں مولانا صاحب !

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : ویسے قانونی طور پر تو دس منٹ ہیں ۔ شروع کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین : آٹھ منٹ ہیں آٹھ منٹ ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : وہ اتنا وسیع و عریض موضوع ہے ۔ کہ پاکستان کے غیور عوام اس سے متاثر ہیں ، ساڑھے چھ کروڑ کی بستی مہنگائی سے متاثر ہے ۔ اس کا تذکرہ صرف آٹھ منٹ پر محیط نہیں ہو سکتا بہر حال ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین : جیسے کہ صرف پاکستان ہے اور آپ ہیں باقی کوئی دوسرا نہیں ۔ انہوں نے سب کچھ کہہ دیا ہے ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : انہوں نے اپنا نکتہ نظر بیان کیا اور میں اپنا نکتۂ نظر بیان کروں گا سن لیں ۔

جناب چیئرمین : میں سوچ رہا ہوں ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : جب کہا جاتا ہے ۔ کہ مہنگائی بڑھی ، اس کا تاثر عام طور سے دیا جاتا ہے ۔ لوگ کہتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب ہے لوگوں کی رائے جو ہے عزت مآب وزیر خزانہ صاحب خصوصیت سے اس کو سنیں ، عوام یہ کہتے ہیں ۔ کہ چونکہ حکومت کے اخراجات بڑھ گئے ہیں اس لئے مہنگائی بڑھ گئی ہے ، اب وزراً بڑھ گئے ہیں بہر حال جب بھی مہنگائی بڑھتی ہے ۔ تو کہا یہ جاتا ہے کہ اس کا تعلق یا اس کا اثر عوام پر نہیں پڑے گا مثلاً مختلف قیمتیں بڑھتی ہیں ۔ جس میں ریلوے کے کرائے ہیں ۔ سامان کی نقل و حمل کا کرایہ ہے اس کے ساتھ ساتھ خصوصیت سے وہ چیزیں جن کا تعلق روزمرہ کی ضروریات سے ہے تو جب کرایہ بڑھتا ہے ۔ تو ان کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں تو عام طور سے کہا یہ جاتا ہے کہ عوام پر اس کا اثر نہیں پڑتا اگر اس کا عوام پر اثر نہیں پڑتا تو پھر کس طرح وہاں ایوان پر اثر پڑتا ہے ، کسی ایک صنعت میں بھی کسی ایک چیز پر گورنمنٹ جب قیمت بڑھاتی ہے تو بظاہر اس کا تعلق کسی نہ کسی شعبہ میں نہیں بلکہ مختلف شعبوں سے ہوتا ہے ، سینکڑوں چیزیں ایسی ہیں جن کا تعلق اس سے ہوتا ہے اور ان کی قیمتیں بڑھتی چلی جاتی ہیں پھر اس کے ساتھ ساتھ یہ بات قابل غور

[Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi]

ہے کہا یہ جاتا ہے - کہ ہم نے اگر قیمتیں بڑھا دی ہیں تو ہم نے تنخواہیں بھی بڑھا دی ہیں آپ غور فرمائیں ، غور طلب بات یہ ہے - کہ قیمت اگر کسی چیز کی بڑھی ہیں اور اسی حساب سے تنخواہیں بھی بڑھی ہوں تو پھر ظاہر ہے صبر کر لے آدمی - لیکن جس نسبت سے نرخ بڑھتے ہیں اس نسبت سے اس ریشو سے تنخواہیں نہیں بڑھتیں - اور وہ غریب آدمی جس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ یہ مزدور ہے اور جو لوگ مختلف محکموں اور دفاتر میں کام کرتے ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہاری تنخواہیں بڑھ گئیں ہیں کہتے تو ہیں کہ تنخواہیں بڑھ گئیں لیکن ان تنخواہوں کے بڑھنے کا کوئی اثر بظاہر محسوس نہیں ہوتا - اس لئے کہ اشیائے صرف کی قیمتیں بھی تنخواہوں کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ بڑھتی چلی جاتی ہیں اور پھر وہ اتنی بڑھتی ہیں کہ رک نہیں پاتیں - اور یہ اعلانات بڑے خوشنما ہوتے ہیں کہ ہم قیمتوں کو بڑھنے نہیں دیں گے لیکن اس کے ساتھ ساتھ برابر لوگ دیکھتے ہیں - تمام بازاروں میں لوگ دیکھتے ہیں کہ قیمتیں برابر بڑھتی ہیں اور اتنی بڑھتی ہیں کہ قوت خرید جو ہے وہ ختم ہو جاتی ہے یہ ایک بنیادی بات تھی جس کے متعلق میں عرض کرنا چاہتا تھا کہ اس پر وزیر صاحب خصوصیت سے توجہ فرمائیں - اس کے ساتھ ساتھ جناب والا ! عام طور سے حکومت کے اخراجات جو ہیں وہ اتنے بڑھ گئے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ان کے بھی قابو سے باہر ہو چکے ہیں اور ان کی آمدنی کے جتنے بھی ذرائع ہیں ان سے زیادہ سے زیادہ پیسے وصول کرنے زیادہ سے زیادہ ٹیکس لگا کر پیسہ کھینچنے کی ضرورت اس لئے پیش آتی ہے کہ حکومت کے اخراجات بڑھ جاتے ہیں - اور ملک کے دفاع کے لئے اخراجات کو بڑھانا پڑتا ہے - اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان کے غیور عوام سے اگر ملک کے دفاع کے نام پر اس قسم کی اپیل کی جائے تو یہ اپنے تمام فاضل ضروریات دفاع کے لئے پیش کرنے کو تیار ہے اور ہمیشہ رہی ہے - کوئی بھی اس ملک کا فرد ایسا نہیں ہے جیسے وطن عزیز کا دفاع عزیزتر نہ ہو - لیکن معلوم تو ہو - جب وہ دیکھتے ہیں کہ اربوں روپیہ کی کاریں اس ملک میں درآمد کی جاتی ہیں - اور ملک کا بہترین زرمبادلہ ضائع ہوتا ہے -

جناب رفیع رضا (وزیر پیداوار) : کوئسچن کوئسچن ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : اور وہ دیکھتے ہیں کہ اشیائے تعیش پر اور ایسے اخراجات پر جو غیر ضروری ہیں بے پناہ روپیہ خرچ ہوتا ہے تب یہ بات لوگ سمجھنے میں حق بجانب ہوتے ہیں ۔

رانا محمد حنیف خان : کوئسچن ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : کہ واقعی حکومت اپنے اخراجات کو کم نہیں کرنا چاہتی اور عوام پر ٹیکسوں کا بوجھ مسلسل لادتی چلی جاتی ہے جس کے نتیجے میں یہ مہنگائی پیدا ہو رہی ہے ۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ افراط زر کے سبب یہ ہوا اور بین الاقوامی منڈیاں جو ہیں ان میں مہنگائی بڑھی اس لئے پاکستان میں بھی مہنگائی بڑھی آپ ایک سال قبل کی بین الاقوامی مارکیٹ کی قیمتوں اور آج کی بین الاقوامی مارکیٹ کی قیمتوں کے تناسب نکلوا کر دیکھ لیجیئے لندن کے اخبار یہاں لائیبریری میں آتے ہیں لوگ پڑھتے ہیں لوگ دیکھتے ہیں جن چیزوں کے ریٹ مارکیٹ میں ۱۹۷۳ء یا ۱۹۷۴ء میں بڑھے تھے ان حکومتوں نے کوشش کرکے ان کی قیمتوں پر قابو پایا کنٹرول کیا اور ان کی قیمتوں کو اس سطح پر لے آئے جو کہ عوام کی قوت خرید سے باہر نہ ہو ۔ تو اب یہ بہانہ بھی بالکل بیکار ہو گیا کہ چونکہ بین الاقوامی مارکیٹ میں چیزوں کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں اس لئے ہمارے یہاں بھی مہنگائی ہو گئی ہے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اصل وجہ ، بنیادی وجہ مہنگائی کی یہ ہے کہ عوام پر زیادہ سے زیادہ ٹیکسوں کا بوجھ بڑھتا جا رہا ہے ۔ اور ٹیکسوں کا بوجھ اس لئے بڑھتا جا رہا ہے کہ حکومت اپنے اخراجات پر کنٹرول پر کنٹرول نہیں کر پاتی اور یہ حکومت اپنی آمدنی کے جتنے بھی ذرائع ہیں ان کو اپنی تعیش پر زیادہ سے زیادہ خرچ کر رہی ہے ۔

Syed Qamaruz Zaman Shah : Mr. Chairman, Sir, I would start in the same chronological order as Khawaja Sahib in his speech had mentioned. Khawaja Sahib said that the prices of consumer goods have increased except wheat, and the reason he gave for the wheat price not having risen was that normally at this time of the year the farmers who have the surplus stock in anticipation of the future stock would like to bring it in the market and because there was more wheat available in the market, therefore, prices have gone down. I am really surprised with this kind of analogy. It has always been that at the end of the season the prices have always risen, and for the information of Khawaja

[Syed Qamaruz Zaman]

Sahib, I would inform him that the prices of wheat has not fallen at the end of the year and have not fallen in anticipation of the fresh crop, but they were lower than Government support price throughout the year. As a farmer I am telling him that there was a number of farmers who in the beginning did not give wheat to the Government, therefore, procurment centres thinking that as in the past the prices after the procurment price is over would rise because of the shortage and, therefore, they would then sell it in the market. Since it was voluntary procurement they were going to keep the stock, the result was that the prices went so low that the farmers had to request the Government and the Government had to start the procurement in order to give the farmers a support price. So, it is not that the price of wheat was fixed at realistic terms. On the floor of this House a number of times demands have come and have come from Khawaja Sahib himself that the farmer is not getting his due that the prices of vegetables have gone down, prices of onions, chillies, maize, everything have gone down.

Sir, on one side we have been crying about the plight of the poor farmer that he is not getting his due and the day he gets Khawaja Sahib comes with a list of retail price saying that all these things have gone up. Please, for God sake have mercy on the poor farmer. I am grateful to the Government for latest announcement to show what they have done. We have been shouting here the Government has fixed support price of potatoes, they have fixed support price of onions, they have fixed support price of maize. Is it not a very bold act on the part of the Government. They have fixed support price of cotton at Rs. 300 per maund. Is it not that support price? After all your farming community is the poorest community in the country. It is the farmer who lives in the rural areas. It is he who does not have the basic amenities of life, and Sir if they are given the support price, if the prices are brought to a realistic level in order to support the poor farmer to get his due as the price of their commodities, I think, we should not have any cause of complaint. On the contrary, we should congratulate the Government for taking a bold step. This time they have reduced the price of fertilizer. Is it not a very bold step? On the one side the farmer has been given the increased price and assurance has been given that the moment you increase the production, you increase your products even in poultry, in eggs and in other commodities the Government will definitely reopen the export quota. Once the Government finds that there is enough for country's consumption because throughout the farmer's request has been that we should not ban the exports and, therefore, we are getting so little. I tell you about the onions. I am a farmer. I have grown onions myself. Believe me I have not got any profit from my fields, because if I send it to the market the expenditure was more than the price that I was expecting in the market. So, what Government did? Government has to give support price and has to increase the price which was a realistic price. Throughout the year the prices were always lower than the Government price. This again, I tell you out of my personal experience as a farmer. Therefore, Sir, for God sake when you talk about the prices, whenever you talk of these things, please look at the other side also, look at the growers side also.

Then, Sir, Khawaja Sahib talked about the inflation, the international inflation and that the Government is responsible for inflation.

Now, if a small country, a poor country like Pakistan is responsible for inflation, for international inflation, for recession, now see the effect of the international inflation on us, because the inflation has cut us, believe me, two ways. We have come in a very big squeeze. On the one side because of the recession in the prices of raw material, the world market has gone down. The production in the world market reduced with the result that we cannot find market for our materials. See the prices of rice. It has gone down so low that I will tell you, we are lucky to get purchasers of rice, for because of the international recession, our raw material could not find market. Their prices were reduced. Then the finished goods that we had to import, the machinery that we had to import and every thing that we had to import for the development of this country, the prices went high, the prices of tractors have gone high, the prices of other commodities have gone high. Thirdly, our oil bill increased. We are in the worst grip of this international thing and at the same time I am sure the Finance Minister will give him the figure that the rate of inflation in Pakistan Sir, has come down. Then talking of deficit financing, I would like to inform Khawaja Sahib that there has been so much credit squeeze under the instructions of the present Government and that many a time the businessman has been saying that his credit has been squeezed so much that he cannot expand his business. Now on the one side Government is doing credit squeeze and on the other side, you are saying that we are doing deficit financing.

Mr. Chairman : You have only one minute more.

Mr. Qamaruz Zaman Shah: Sir, just give me two minutes more, I will try to give some concrete suggestions.

Mr. Chairman : We have to give time to other Members. You will be consuming the time of the Finance Minister.

Mr. Qamaruz Zaman Shah : I will not do that. I have to skip over to other point. Sir, Maulana Sahib said that the increase in the salaries is not so much that it could be comparable with the increase in the prices of commodities. Maulaua Sahib, why don't you realize that we have become the nation of consumers. Why can't we do savings ourselves. Why every man here wants to have best things? Naturally when there is scarcity of commodities and the demand is more, naturally all these things will happen and if this race is allowed to go, the prices will increase and then the salaries will increase and then things will really come to disaster. I would in the end humbly give a couple of suggestions. Firstly, Sir, I would suggest that an Expert Committee be framed and it should look at the day to day world prices. It should also have a complete data and the forecast of world prices so that whenever the prices are low in the world market, they could be purchased and whenever the prices are high in the world market, our raw material could be sold. I would also suggest that in order to avoid pilferage in the taxes, the direct taxes should be on the capacity basis so that costs of collection would decrease and the big business and the industry would not get chance of stealing the taxes. Lastly I would humbly submit that we are citizens of

[Mr. Qamaruz Zaman Shah]

Pakistan and we should also have mercy on our nation and try to consume as little as possible and inculcate the habit of saving. Thanking you.

Mr. Chairman: Now, Mr. Namatullah Shinwari, you may please speak.

جناب نعمت اللہ خان شنواری : جناب چیئرمین صاحب ! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے چند منٹ دیئے - حکومت نے چند ضروری اشیاء کی قیمتوں میں جو اضافہ کیا ہے وہ مجبوری کی حالت میں کیا ہے - کیوں کہ وہ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو شاید بہت ضروری اخراجات ، دفاعی اخراجات اور بڑے بڑے منصوبوں پر وہ فرق پڑتا جو کہ اسے موجودہ مالی سال میں مکمل کرنے تھے - اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ بہت مجبوری کی حالت میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا - اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ اس کا اثر پورے ملک کے عوام پر ہوا ہے - لیکن میں سمجھتا ہوں کہ قبائلی عوام پر اس کا اثر بہت زیادہ ہوا ہے کیوں کہ قیمتوں کے بڑھ جانے سے ملک کے دوسرے حصوں کے لوگ بھی اپنی چیزوں کی قیمتوں کو بڑھا دیتے ہیں اور وہ اپنے نقصان کا کچھ نہ کچھ ازالہ کرلیتے ہیں - لیکن قبائلی علاقے میں جہاں نہ کوئی صنعت ہے نہ کوئی قابل کاشت زمین ہے نہ کوئی امپورٹر ہے نہ کوئی ایکسپورٹر ہے کہ وہ اپنی چیزوں کی قیمتوں کو بڑھا کر اس نقصان کو پورا کر سکے جو اسے ان چیزوں کی قیمتیں بڑھ جانے سے ہوا ہے - جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ سب سے زیادہ برا اثر ہمارے ترقیاتی منصوبوں پر ہوا ہے کیوں کہ ہمارے ہاں جو ٹھیکیدار ہوتے ہیں جو مختلف منصوبوں کے لئے ٹھیکے لیتے ہیں مثال کے طور پر حال ھی میں درہ آدم خیل کے کالج اور لنڈی کوتل کے ہسپتال اور اسی طرح مہمند ایجنسی میں بڑے منصوبوں کے لئے چھوٹے چھوٹے ٹھیکیدار مقرر کئے گئے تھے لیکن سیمنٹ کی قیمتیں بڑھ جانے کی وجہ سے وہ اپنی سیکیورٹی چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں کیوں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ دس ، بیس ، تیس ، چالیس ہزار روپے کی سیکیورٹی یا Earnest money چھوڑنے سے وہ اس نقصان سے بچ جائیں گے جو انہیں ان منصوبوں کے مکمل کرنے کی صورت میں لاکھوں کے حساب سے ہو سکتا ہے یہ حکومت نے پچھلے سال ہمارے لئے تقریباً 26 کروڑ روپے مختلف منصوبوں کے لئے رکھے تھے قبائلی علاقوں میں - اس کے بعد کئی بار اس میں

اضافہ ہوا ہے لیکن میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ 29 فروری تک صرف 8 کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں باقی روپے ان ہی مختلف وجوہات کی بنا پر ابھی تک خرچ نہیں ہو سکے 172 سکیموں میں سے صرف بارہ سکیمیں 29 فروری تک مکمل ہو چکی ہیں اور 160 سکیموں میں سے میں نہیں سمجھتا کہ بیس یا تیس سکیمیں تیس جون تک مکمل ہو سکیں گی اس لئے جناب والا ! جہاں کسی چیز کی قیمت دس فی صد بڑھتی ہے تو قبائلی علاقے تک پہنچتے مختلف دوسری چیزوں کی قیمتیں بڑھنے کے ساتھ ساتھ وہ پچاس فی صد تک پہنچ جاتی ہے - اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر حکومت پورے ملک کے لئے گندم میں کروڑوں روپے ماہوار کی سبسڈی دے سکتی ہے تو وہ معمولی سا کوٹہ مثلاً سیمنٹ کا کوٹہ میرے خیال میں قبائلی علاقوں کے لئے جو کہ دو ، تین ، چار ، ہزار بوری سے زیادہ نہیں ہوگا ، اگر وزیر متعلقہ دس - پندرہ ہزار روپے ماہوار کی سبسڈی دے کر ان ٹھیکیداروں کو سیمنٹ کا کوٹہ بڑھا کر یہ کوشش کرتے تو اس سے حکومت کے خزانے پر لاکھ دو لاکھ روپے سالانہ سے زیادہ کا بوجھ نہ پڑتا اور ہمارے وہ کام بھی شروع ہو جاتے اور وہ ٹھیکیدار اس کو کرنے لگتے - یہی حال دوسری چیزوں کا ہے اگر حکومت قیمتیں بڑھاتے وقت قبائلی علاقوں کا مخصوص کوٹہ بڑھائے یا ان کو Subsidy دے تو میرا خیال ہے کہ یہ کوئی اتنا بڑا کام نہیں ہے ، اور قبائلی عوام جو اپنی حکومت کو پہلے بھی ترقیاتی منصوبوں کے لئے رقم دینے کے لئے بڑے خوش ہیں اس معمولی سی سبسڈی دینے سے ان کی محبت موجودہ حکومت سے اور زیادہ بڑھ جائے گی اس کے علاوہ میں متعلقہ محکموں سے مل چکا ہوں اس سلسلے میں انہوں نے یہ بتایا تھا کہ اگر حکومتی سطح پر منسٹریل لیول پر اس قسم کی کوئی سکیم ان کے سامنے آجائے تو وہ اس کی حمایت کریں گے تو اس لئے میں مؤدبانہ گذارش کروں گا کہ جہاں حکومت قبائلی علاقوں کو کروڑوں روپے ماہوار دیتی ہے وہاں جب چیزوں کی قیمتیں بڑھنے کا موقعہ آئے تو انہیں دو چار لاکھ روپے ماہوار کی سبسڈی دینے میں بخل سے کام نہ لیا جائے اس کے ساتھ ہی میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی یہ ایک مجبوری تھی اور اس کے علاوہ اور حکومت کے پاس کوئی چارہ کار نہ تھا -

Mr. Chairman : Thank you. Now, Mr. Kamran Khan.

Mr. Kamran Khan : Sir, various reasons have been given for increase in the prices of various items. In the case of PIA it is said that since it was losing in the domestic sector so the prices had to be increased while in the case of other items like industries and cement and furnace oil and gas it is said that the money is required for development purposes. Sir, this is a very new idea of financing development projects out of raising prices. A novel idea it is, Sir, but it is not good economics.

Sir, I will briefly deal with the items the prices of which have been increased lately and also dwell on the other items which have been dealt with very competently by my honourable friend Khawaja Mohammad Safdar.

In the case of gas, Sir, it is said that gas is a very precious raw material and that it could be utilised for setting up fertilizer industries and plastic industries. Yes, why not ? It should be used not as a fuel but as a raw material for several industries and those industries could be set up in the far flung areas of the country. But, Sir, gas is the only fuel available in the country. We have got wood but wood reserves are also dwindling down. Then electricity is beyond the reach of the common man and if we come down to cow-dung, that also is a precious manure, that also should not be wasted as a fuel. Then they have said at the same time that at the present moment only 1.3% of the gas is consumed in domestic and private use. That means the bulk of the gas is consumed by the industries and hence the price increase is passed on to industries and then indirectly to consumers. Strange logic, Sir. At the same time they have said that the present known reserves of gas in the country would last for about two hundred years. Then there must be more gas reserves also which can he found if they are tapped. Moreover, after two hundred years or not or whether we will be here or not. Then, Sir, with the advancement of technology and all that we could also find some other sources of energy. So, Sir, there is absolutely no justification for increase in the price of gas because ultimately it is the consumer who is affected. The common man is not using gas as a fuel but who has to buy other items in the market.

Now, Sir, electricity. I am glad that the Honourable Law Minister is here who is going to deal with electricity probably or PIA. Sir, the main culprit in electricity is pilferage.

Malik Mohammad Akhtar (Minister for Law and Parliamentary Affairs) : Sir, I beg to be excused for interruption. Why don't you deal with atomic energy when I have come?

Mr. Kamran Khan : I am sorry, Sir, I am not competent enough to deal with atomic energy. It is beyond my knowledge.

So, Sir, the main culprit is pilferage. To my knowledge 30% of electricity is pilferred. Why don't they make some arrangement to plug that hole. By increasing the price of electricity they are rewarding the dishonest consumer and the unscrupulous officials at the cost of the honest consumer. Then, Sir, in our country there is no dearth of potential hydel power. We can, if harnessed properly, electrify the whole country and

I can say with full confidence that we can supply electricity for a few paisas a unit. In Swat between Kalam and Behrin we can have four power houses. Then on the mighty Indus between Chilas and Gilgit —now with the Karakorum Highway—we can set up several power houses, a chain of power houses. Then we can go upstream to Hunza and Skardu area. Sir, why not utilise this resource and supply cheap electricity? This is the basic need of our people. Then they say that the cost of electrical goods has gone up. We do not know what happened to the project which they were going to set up for Heavy Electrical Complex. We thought that the heavy electrical complex would be set up in the country and these items like transformers, cables and poles would become cheaper and we would be able to supply cheap electricity to the people. So, Sir, we hear a lot about several projects and then that just ends up there.

Now, Sir, with regard to railways they say that only air-conditioned fares and second class fares have been increased. But, Sir, how about the freight on goods? Again here the main culprit is the ticketless travellers and the pilferage. Moreover, Sir, the Railway is losing business to the Road Transport like any thing because of inefficiency. So if they really streamline the administration of Railway they will be getting more business and there will be no reason for increasing the rates of freight or the fare rate.

In the case of PIA...

Mr. Chairman : You have very little time. One minute is left.

Mr. Kamran Khan : Sir, I am going to make very important suggestions in my humble knowledge to the Honourable Minister for Production, and I am sure he will listen to it. So you kindly excuse me and give me a little more time in the interest of the country. I will skip over PIA and come straight to those matters.

Mr. Chairman : You have one minute and I will give you two minutes more. So you will now have three minutes.

Mr. Kamran Khan : Thank you, Sir.

I will deal with cement first. Sir, in the case of cement what reasons have they given? I must come down with my suggestion and it is this. In the first instance the price that they have increased, even at that price the cement is not available in the market. Lately the blackmarketeers have increased the margin of their profit also.

(Interruptions)

Mr. Kamran Khan : Of course, this is correct. I have been purchasing cement myself for my small house in Peshawar. Previously the price of one bag of cement was Rs 23/- and now with three rupees increase, it should be Rs. 26/- per bag but it is selling at Rs. 27/- per bag.

Rana Mohammad Haneef Khan : No, no.

(*Interruptions*)

Mr. Kamran Khan : Well, Sir, I have paid for it. My humble suggestion is this that they should do away with these agencies and dealers. Let the Government or the Cement Corporation, whatever it is, sell cement in small lots of five thousand tons or ten thousand tons in the open market. Give it a trial. Keep reserve for your State projects, for projects in the public sector—whatever the requirements are. Keep it but the rest instead of selling it through the dealers sell it in the open market by lots. In this way I am sure the cement price will come down. Then, Sir, another thing. Cement is exported through private traders. I would again suggest to the Honourable Minister that the Trading Corporation of Pakistan should be entrusted with the job. Let cement be exported through the Trading Corporation. They say that in the foreign market the price of cement is Rs. 500/- per ton whereas here it is Rs. 300/- per ton. So why should not the Government make this profit of Rs. 200/- per ton ?

With these few words, I thank you very much.

Mr. Chairman : Thank you. Yes, Mr. Rafi Raza. Well, you have asked for five minutes ?

Mr. Rafi Raza (Minister for Production) : Seven minutes, Sir, because now some more wise and valuable suggestions have been made, and I have to deal with them also.

Mr. Chairman : All right; literally seven minutes.

Mr. Rafi Raza : Sir, I was not intending to speak at all. I came to brief the Finance Minister who is to make the speech, but Khawaja Sahib raised some points which require a reply from me. As I said in the previous debate he is informed about everything but unfortunately not sufficiently well informed and, therefore, his interjections about the Ministry of Production have necessitated my saying something.

Sir, he said that half the problem or some percentage of the problem is attributable to the fact that the Ministry of Production has a monopoly. Now here I would like to correct him straightaway.

Sir, there are nine corporations that produce items under the control of the Ministry of Production Sir, first, the Petroleum Corporation—we compete directly with the private sector. Our production is higher, our cost of production is lower and our cost of administration is also lower. Chemicals—we compete directly with the private sector. Here again our production has increased in most fields and we are more than competitive with the private sector.

In the field of light engineering the public sector under the Ministry of Production has less than 30 per cent of the total light engineering capacity in the country and we are competing directly with the private sector. In the case of fertilizers at present, before the new fertilizer factories come into production, the public sector controls less than one third of the total production—and we are competing. Our production has gone up. In the case of the Steel Mills, it is not in production. In the case of heavy engineering, it is just starting, and in the case of PIDC we are competing in terms of textiles, in terms of woollen garments and other things.

Sir, the only one item which is really a monopoly is cement. So, the allegation that because the public sector is a monopoly organisation and therefore can raise their prices is totally baseless and unfounded. It is only in the case of cement that it can be said that we have monopoly and that is why we have gone to great pains is explaining the increase in price. I don't want to repeat all that I said in the National Assembly as to where this money is going and how much is required for our development programmes over the next four years. But this money is going into our new development programmes.

Khawaja Sahib has then said that there is a contradiction, between the Finance Minister's statement and mine that, gas prices have gone up and therefore the cement price has gone up and has asked why don't we look into this for other industries Sir, gas is used in many industries. The Gas, however, can be considered a raw material or a major input in only three industries. Firstly, the fertilizer industry ; secondly, certain chemical and glass industries, smaller ones certainly ; and thirdly, cement. In the case of cement the Government has decided to allow us this increase and out of 60 rupees per ton increase approximately 20 rupees go towards a direct input in gas and to some extent in electricity. In the case of fertilizer, the Government yesterday decided, far from allowing an increase, a reduction. So certain adjustments have to be made. In certain industries prices have to be increased and in certain not. So, there is no contradiction, or one department not consulting another department of the Government as alleged.

Sir, Khawaja Sahib has also talked about the light engineering industry and said how we are incompetitive. Sir, in light engineering again here, there are two main things—electricity and labour costs. These are the two main ingredients of cost. I am afraid that we pay our electricity bills which the private sector don't. We don't hire contract labour and we don't retrench which may account for higher cost, plus the higher cost of TCP billets, to which references were made. But it is very easy for Khawaja Sahib to say that the price is either too high or too low and why this and why that. But what happened in the last two years, as I have said in several debates here, has baffled all the world economists. Nobody knew that recession was coming after inflation. Just to give an example, people thought that with the price of oil going up, which we debated at length, the price of artificial fibres would go up and therefore the price of cotton would also go up. But what happened ? The price of cotton and yarn dropped more than 60 per cent in that year. So, to be wise after the event is very easy. It is just like to be

[Mr. Rafi Raza]

informed about everything but not well-informed about some things. I don't think that the TCP or any other organisation can be blamed for that. Nobody anticipated the tremendous drop in prices that followed the very high inflation that set in first.

Sir, these are the two main points that I wanted to deal with, which Khawaja Sahib had raised. I have now got three minutes more, and as Mr. Kamran Khan has just now raised two points and I would like to clarify or explain them. I would have thought that he should know about these matters, but apparently he does not. Sir, regarding exports, the State Cement Corporation does all it own exporting. It is not exported by the Private Sector. This has been so since 1974. Regarding the distribution arrangements, Sir, for the first time in the last three months, we have introduced a system whereby the public sector which is quite a big user of cement should get its cement direct resulting in cutting out the middle man and to some extent cutting out black marketing. Now, nearly 40 per cent of the cement is supplied directly to the public sector including the public sector requirements of the Tribal Areas to which Mr. Shinwari has referred. So far as the balance is concerned, in, the big cities, Lahore, Rawalpindi, Islamabad, Karachi and elsewhere we have endeavoured to set up fair-price shops and these are working successfully; and, with a given time, we intend to spread these fair-price shops hroughout all the principal cities particularly of the Punjab and to some extent in the Frontier also. The extra cost to which he referred really is the cost of transportation and now with the setting up of our proposed factories, firstly in Kohat and then in Baluchistan and at other out of the way places we hope that the cost of cement to the consumers there will be much less. Sir, the last point and I only have a short time that you have given me...

Mr. Chairman : One minute is left.

Mr. Rafi Raza : One and a half minute, Sir, I am watching the clock also. Sir, the last point Maulana Shah Ahmad Noorani has raised is that about crores, millions and I don't know what other figures—all sorts of figures—he has quoted about luxury goods cars. Sir, in the National Assembly I had given the figures. Out of a total import bill of 2088 million dollars in 1974-75, a total of 16 per cent only was used for so-called consumer items and out of that about a hundred crore was used for tea, second-hand clothi gs and medicines, etc. The balance of 1.5 per cent, that is about 33 million dollars out of the total of 2088 million dollars, that is I repeat 1.5 per cent, has been used for the so-called luxury goods which include baby food and other things to which Maulana Sahib has referred. So, I think it is only fair that before such statements are made some of the gentleman in the Opposition should at least check the facts. Thank you.

Mr. Chairman : Thank you very much. Now, Syed Qaim Ali Shah. There is only one other speaker left and he is Malik Akhtar.

Rana Mohammad Hanif Khan : He has gone and he said that I can utilise his time.

خواجہ محمد صفدر : ان کے بعد مجھے باری دی جائے - وہ چلے گئے ہیں -

Mr. Chairman : That will be unusual unless they agree.

رانا محمد حنیف خاں : یہ تو نہیں ہو سکتا -

Malik Akhtar had said that I can take his time.

Mr. Chairman : You can take his time ?

رانا محمد حنیف خاں : اس کے بعد میں نے wind up کرنا ہے - یہ کہہ رہے ہیں کہ مجھ سے پہلے ان کو ٹائم دیا جائے -

Mr. Chairman : Then I will feel like being outwitted, because he had his time from me. I promised him that he will have five minutes at least, and he has transferred that time without my permission. This was not a tr nsferrable time. Not transferrable.

رانا محمد حنیف خاں : میں آپ سے permission مانگ رہا ہے ہوں کہ وہ ٹائم میری طرف transfer کر دیں -

Mr. Chairman : All right. Will you start or Syed Qaim Ali Shah ?

Syed Qaim Ali Shah Jillani : Sir, I will take a few minutes and then he will wind up. Sir, it has been rightly said by Mr. Rafi Raza that perhaps Khawaja Sahib is not well-informed about the facts and figures of prices in the country and either he has misquoted or deliberately misquoted the figures.

Khawaja Mohammad Safdar : Question.

Syed Qaim Ali Shah Jillani : The first important point which I have to make is that he has here and there quoted the figures of onion and potatoes of Islamabad market, but he has not covered the whole country. What are the prices overall in the country. He has not quoted the financial year. In which year ? What was the price last year ? and what is the price this year ? What was the price year before last. So, I will be constrained to take a few minutes in giving you the exact figures comparatively of the last three years. Now, in combined consumer goods, Sir, the price hike was 33.40 per cent in the year 1973-74. In the year 1974-75 because of the various measures taken by the Government the prices went down to 22.55 per cent.

Khawaja Mohammad Safdar : There was a rise in the prices.

Syed Qaim Ali Shah Jillani : They fell. This is what I say. I am coming to that. Let me explain and then you can interrupt.

Mr. Chairman : Yes, please.

Syed Qaim Ali Shah Jillani : Sir, during the last eight months in the year 1975-76—eight months upto February—the prices have gone down by 4.6 per cent as against 22.55 per cent rise that is 1974-75.

That is 1974-75. Now, this is the comparison that I have to make of combined consumer prices and that includes about 200 items. Now in case of consumer items for which he has more cried about that I have indication of 18 commodities which are essential and of daily use. In these comm o dities the price rise du ing 1973-74 was 30.11% and in 1974-75 it was 21.40% (these are for the last 8 months, July-February) and this year the prices have come down to 0.15%. This is the position. With authortiy I am quoting these figures.

Khawaja Mohammad Safdar : (Waving a book). This is the authority that I have quoted.

Syed Qaim Ali Shah Jillani : We have better source of information than Khawaja Sahib. I question your figures, I have already questioned your point of view.

So, Sir, therefore, I say the consumer goods prices have gone down to 0.15% as against the rise of last year of 40.30%. This is because of the various measures taken by the Government to curb the inflation, on the one hand and on the other we took certain measures by which consumer prices should be checked. I am not going into the details because I have very short time at my disposal.

Mr. Chairman : Yes, very short, very short.

Syed Qaim Ali Shah Jillani : Therefore, the Finance Minister will in detail explain the measures which the Government has taken to check the prices. He has not given credit to the Government but on the contrary he has accused the Government that it is because of the measures taken by the Government that prices have gone up.

Now I am giving authoritative figures of India and Pakistan.

Mr. Chairman : As quickly as possible.

Syed Qaim Ali Shah Jillani : Within five minutes, Sir.

Mr. Chairman : Within five minutes ! Then you will be taking more than ten minutes.

Syed Qaim Ali Shah Jillani : I am completing. The Finance Minister has to start at 12 O'clock. You have given him time at 12 o'clock.

Mr. Chairman : What about Malik Akhtar ?

Syed Qaim Ali Shah Jillani : I hope he is not going to speak ?

Khawaja Mohammad Safdar : I would like to exercise my right of reply before the Finance Minister takes the floor. So many incorrect things have been stated.

Syed Qaim Ali Shah Jillani : Let me give you the prices of essential commodities prevailing in India and Pakistan and then he can very well appreciate the Government's efforts. But, I suppose even then he will not appreciate. Let me try to convince him.

Of wheat the price in March—this is Economic Times of New Delhi dated 15-3-76 which I am quoting—was Rs. 72/- in the open markets as against the highest price in some important cities like Karachi where we have the open market price of Rs 39.53, that means less than 45.2% as againts India. This is wheat price in Pakistan, leaving aside the rationing price wh.ch is Rs. 32/- and as you know the issue price is Rs. 32/-.

Sugar pr'ce was Rs. 194/- as against Rs. 159/- in Pakistan. Rice basmati Rs. 142/-. This is Economic Times of 15th March, 1976, which I am quoting, and also from the Business Recorder, Pakistan. Rice Basmati is Rs. 142/- in India and Rs. 122/- in Pakistan, that is, 14.1% less in Pakistan. Rice Begami Rs. 72/- in India and Rs. 65/- in Pakistan.

Now, in cereals, Indian prices were Rs. 84/- per Md. as against Rs. 49/- in Pakistan. Vegetable ghee, that is important because, he sa,d, that in spite of the world prices of edible oil soyabean having gone down the prices have been maintained at Rs. 9/- or so. In India the price is Rs. 430/- per Md. as against Rs. 353/- in Pakistan, I can quote other commodities also. There are so many which have been quoted by Economic Times. This will show the performance of the Pakistan Government and it shows that our performance is really much better because of the measures taken by the Government. Over and above that we have—he is not giving credit when we only yesterday took measures to reduce the prices.

خواجہ محمد صفدر : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب میں وقت ضرور لوں گا ۔ مجھے جواب دینے کا حق حاصل ہے ۔

Syed Qaim Ali Shah Jillani : I am also one of the Ministers concerned with prices. Sir, he must listen to me.

Khawaja Mohammad Safdar : Now, Sir, I quote the rule.

Mr. Chairman : Let him finish first. I will decide this question between you and the Finance Minister and whether you have got the right of reply or not.

Syed Qaim Ali Shah Jillani : I may tell Khawaja Safdar that I am the Minister concerned with prices.

خواجہ محمد صفدر : حکومت کی جانب سے جو وزیر بحث کرے اس کو تو ۳۰ منٹ مل سکتے ہیں لیکن دوسروں کو under the rules دس منٹ ملیں گے۔

Mr. Chairman : He is quite right that only one Minister will wind up. He has this privilege but not every Minister. But, anyway, you finish. You are consuming Malik Akhtar's time.

Syed Qaim Ali Shah Jillani : He has said about the price hike. Only yesterday we took this decision to reduce the price of fertilizers in spite of rise in the rate of gas price to Rs. 68/-, and he is not appreciating that the farmers will benefit and there will be more off-take of fertilizer and there will be more production. He will not appreciate that action of the Government.

In the case of cotton price has been fixed to help the farmers. But on the other hand the raw material prices have gone up because of the demand of the farmers and if in conjunction or in sympathy with the raw material prices, the prices of finished goods go up then my friend will start crying and say that the prices of finished products have gone up. He will agree with me that the prices of cloth for the last more than two years have gone up. But on the contrary the prices of cloth of commonly used cloth have gone down. My friend has also raised the question about powerlooms. It is because of this that the prices of powerlooms had a bit difficulty because main products were not getting suitable and proper prices. On the one hand he is crying about the prices that they are going up and on the other the industry's point of view is that they are not getting proper prices for their finished goods and for that they were facing problems and difficulties. Only a few minutes before Khawaja Sahib came he spoke to me about the sports goods. There also the prices of the end products have gone up in sympathy with the prices of the raw materials. If the prices of the raw materials go up the prices of the end products will go up in sympathy with the prices of the raw materials. This is what I have to submit. In the end I would say, Sir, that the figures that I have quoted will show and will prove that the measures taken by the Government have shown results and the prices have come down.

Mr. Chairman : Thank you. Now Rana Sahib.

Khawaja Mohammad Safdar : May I have a few minutes to reply to the debate.

Mr. Chairman : It will be wound up by the Finance Minister.

Khawaja Mohammad Safdar : He will wind up so I have got the right of reply under rule 200, the mover's right of reply.

Mr. Chairman : Right of reply means the last speech.

Khawaja Mohammad Safdar : No, Sir, the last but one.

Mr. Chairman : You mean to say Rana Sahib right to wind up the debate but you have got a right to reply to the debate. Well, you refer me to the rule ?

Khawaja Mohammad Safdar : Sir, 200. "Subject to the provisions of sub-rule (3) of rule 199, the reply of the mover of the original motion shall in all cases conclude the debate". But what is that, Sir, subject to sub-rule (3) "A member who has made a motion may speak by way of reply, and if the motion has been made by a private member, the Minister concerned may speak after the mover has replied". These are the rules, Sir, rule No. 200 and 199, sub-rule (3).

Mr. Chairman : Yes, "A member who has made a motion may speak by way of reply to you and if the motion has been made by a private member as you have done the Minister concerned may speak after the mover has replied". He should be the last speaker, Rana sahib, subject to the reply of the mover of the original motion shall in all cases conclude the debate. Yes, you have got the right of reply but the question is that you should not take more than five minutes.

خواجہ محمد صفدر : جیسے آپ حکم فرمائیں جناب والا !

Mr. Chairman : Because after all it is Friday and he was promised that he would be given the floor at twelve. All right have five minutes.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! بالکل ٹھیک ہے -

Mr. Chairman : If you insist on your right, I will give it to you because as a rule you have got the right but I will request you to finish it within five minutes.

خواجہ محمد صفدر : محترم وزیر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ میں نے شاید دانستہ طور پر غلط اعداد و شمار پیش کئے ہیں ، میرے ہاتھ میں اس وقت پاکستان اِکنامک انڈیکیٹرز متعلقہ فروری ۱۹۷۶ء ہے اس میں retail prices درج ہیں اور اس میں consumer index بھی دیا ہوا ہے ، صفحہ دس ، محترم وزیر صاحب نے فرمایا - کہ سال رواں میں قیمتیں گر گئی ہیں ، شاید وہ یہ نہیں سمجھ سکتے کہ ان دو چیزوں میں کیا فرق ہے - جس سرعت سے consumer index پچھلے سال بڑھ رہا تھا اس سرعت سے اگر نہیں بڑھی ہیں تو اسے قیمتیں گرنا نہیں بڑھنا کہیں گے - لیکن

[Khawaja Mohammad Safdar]

اضافہ کی جو رفتار ہے اس میں کمی آ سکتی ہے - میں ان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں صفحہ دس میں -

General Consumers Index—Numbers of Whole-sale prices by groups, General...

جنوری ۱۹۷۵ء میں ۲۹۱٫۰۶ اور جنوری ۱۹۷۶ء میں ۳۲۰٫۰۲ ہے اب وزیر صنعت صاحب خود ہی ارشاد فرما دیں - کہ ۲۹۱ بڑا ہوتا ہے یا ۳۲۰ بڑا ہوتا ہے اور خوراک کے متعلق وزیر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ قیمتیں گرتی ہیں لیکن سرکاری اعداد و شمار میں نہیں کہ یہ جنوری ۱۹۷۵ء میں انڈکس تھا ۳۱۱٫۰۱ اور جنوری ۱۹۷۶ء میں ۳۳۲٫۰۱ اب خود ہی حساب لگائیں کہ ۳۲۰ زیادہ ہوتا ہے یا ۳۱۱، اس طرح خام مال کا انڈیکس ۲۳۰ سے ۲۶۵ ہو گیا ہے ایک سال میں fuel, lighting and lubricant کا انڈیکس ۲۹۷٫۰۷ سے ۳۷۰ ہو گیا ہے تو میرا خیال ہے - کہ محترم وزیر صاحب اپنے علم کی اصلاح کر لیں گے جو کچھ میں نے کہا ہے وہ درست ہے یا جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے وہ درست ہے -

رانا محمد حنیف خاں : آپ کا درست ہے -

خواجہ محمد صفدر : تو جناب والا ! اب میں ریلوے کے متعلق کچھ گزارش کرنا چاہتا ہوں -

Syed Qaim Ali Shah Jillani : This is no right of reply. This is entirely a new point he is raising.

Mr. Chairman : Well, you cannot challenge my ruling, that is entirely mine.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! ریلوے کے مال کے کرائے میں اضافہ کا حساب یہ ہے - کہ ۱۹۷۲ء میں اور اس کے بعد ۱۹۷۳ء میں پندرہ فیصد اضافہ ہوا، ۱۹۷۵ء میں ۳۰ فیصد اور ۱۹۷۶ء میں ۱۵ فیصد - اضافہ یہ ملا جلا کر ریلوے کی مال برداری کے کرائے چار سال میں دوگنے ہو گئے ہیں - جہاں تک مسافروں کے کرایہ کا تعلق ہے، ۱۹۷۲ء میں سیالکوٹ سے لاہور تک ۸۹ میل کا فاصلہ ہے، تھرڈ کلاس کا کرایہ ۱۹۷۲ء میں ۳٫۹۴ روپے تھا اور آج تھرڈ کلاس کا کرایہ ۶٫۷۰ روپے ہے، میں تھرڈ کلاس کی بات کر رہا ہوں جس میں عام لوگ

سفر کرتے ہیں اور وزیر ریلوے نے یہ ارشاد فرمایا تھا ۔ کہ ریلوے کی باربرداری میں ، انہوں نے اپنی تقریر کے آخری صفحہ میں ان کی تقریر میرے پاس ہے میں اقتباس پیش نہیں کرتا ، وقت ضائع ہوتا ہے ، اپنی بجٹ تقریر کے آخری صفحے میں ارشاد فرمایا کہ اگر ریلوے کی باربرداری کے کرایہ میں پندرہ فیصد اضافہ کیا جائے گا تو ریلوے کو تیرہ کروڑ روپے زائد رقم ملے گی اب انہوں نے پندرہ فیصد اور تیس فیصد پہلے کر چکے ہیں اب اس کا یہ بوجھ آخر عام آدمی پر پڑے گا کیونکہ آخر ریلوے اشیاء صرف کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتی ہے اور اس کا نتیجہ مزید قیمتوں میں اضافہ کا ہے ۔

Mr. Chairman : Thank you very much. Now, Rana Mohammad Hanif Khan, yes.

Rana Mohammad Hanif Khan : Sir.

Mr. Chairmman : Sorry, your five minutes have been lost. I promised to give you floor at twelve.

Rana Mohammad Hanif Khan : That is all right, Sir.

رانا محمد حنیف خاں : جناب والا ! میں یہ عرض کرنا چاھتا ھوں کہ جہاں تک قیمتوں کا تعلق ہے ، یہ مسئلہ کوئی پہلی مرتبہ اس معزز ایوان میں یا نیشنل اسمبلی میں پیش نہیں ہوا ، کئی مرتبہ اس پر بحث ہوئی اور کئی مرتبہ اس کا جواب دیا گیا ۔ کہ اس کی وجوہات کیا ہیں ، چند روز پہلے نیشنل اسمبلی میں اس سلسلے میں بحث ہوئی اور حکومت کی طرف سے جواز پیش کیا گیا ۔ کہ ان چند ایک اشیاء کی قیمتیں کیوں بڑھائی گئیں ۔ دراصل اپوزیشن کی طرف سے نہ اشیاء کی قیمتوں میں اضافے سے متعلق اس قسم کی موشن نہ ھی نیشنل اسمبلی میں تھی اور نہ ھی سینٹ میں ۔ چیزوں کی قیمتوں میں اضافہ ھو رہا ہے اس قسم کی motion یہ اس وقت عدالت میں اس کی تحریک ہوئی کہ بحث کی جائے جس وقت چند ایک چیزوں کی قیمتوں میں اضافہ کیا گیا ۔ جناب والا ! میں عرض کرنا چاھتا ھوں ۔ کہ جب بھی قیمتوں میں اضافہ کی بات ھوتی ہے تو خاص طور پر دو وجوہات بتائی جاتی ہیں میں نے آج بھی توجہ سے سنا ، کہ کونسی چیزیں ہیں جن کی قیمتوں میں اضافے کی وجہ بیان کی جاتی ہے تو سب سے پہلے جو بات کہی جاتی ہے ، وہ یہ ہے کہ . . .

[Rana Mohammad Haneef Khan]

(اس مقام پر جناب صدارت کنندہ آفسر جناب احمد وحید اختر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے) ۔

رانا محمد حنیف خاں : حکومت نے روپے کی قیمت میں کمی کر دی تھی اس وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے ۔ میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک روپے کی قیمت میں کمی کا تعلق ہے اس کی وجوہات ایک مرتبہ نہیں کئی مرتبہ بیان کی گئیں اور جہاں تک مجھے یاد ہے اور میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ پچھلے بجٹ میں میں نے وضاحت کی تھی کہ devaluation کیوں کی گئی تھی اب یہ بات ہے ۔ باوجود معقول وجوہات کے ہونے کے اگر اپوزیشن یہ کہتی رہے ۔ کہ یہ بالکل غلط تھا ، کمی روپے کی قیمت میں ہونی چاہیے ہی نہیں یہ اور بات ہے لیکن دنیا ساری جانتی ہے اور معاشیات کے ماہرین بھی جانتے ہیں ۔ کہ صورت حال ایسی تھی ۔ کہ روپے کی قیمت میں کمی کرنا ضروری تھا ، آپ کے روپے کی قیمت کیا تھی اس وقت افیشل ریٹ اس کا اس وقت ۴٫۷۵ روپے تھی ، آپ کے ساتھ دوسرے ممالک کسی قسم کا کاروبار کرنے کے لئے تیار تھے ؟ یا کاروبار ہو رہا تھا ؟ آپ سے اس قیمت سے کوئی شخص بھی دنیا کا بات کرنے کے لئے تیار نہیں تھا چار روپے پچھتر پیسے میں کیونکہ آپ نے بذات خود ایک مختلف طریقہ سے بلاواسطہ پاکستانی روپے کی قیمت کم کی ہوئی تھی بونس واوچر کے ذریعے سے ۔ بونس واوچر کے علاوہ ایک دوسری قیمت مارکیٹ میں پاکستانی روپے کی تھی اس میں اس سے بھی زیادہ کمی واقع ہوئی تھی ایک تو بونس واوچر کے ذریعے پاکستانی روپے کی قیمت دوسری تھی اور فری مارکیٹ میں پاکستانی روپے کی قیمت تیسری تھی اب جناب والا ! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کی کرنسی کی مارکیٹ میں یہ حالت تھی آپ سے کوئی کاروبار کرے گا تو کس حیثیت سے کرے گا ۔ آپ کے پیسے کی قیمت کیا ہے ؟ جس وقت وہ کوئی چیز آپ سے خریدے گا وہ آپ کو کیا دے گا ۔ اور جب آپ اس سے کوئی چیز خریدیں گے تو آپ اسے کیا دیں گے ۔ میں نہیں جانتا کہ بار بار اس چیز کو کیوں کہا جاتا ہے کہ آپ نے روپے کی قیمت میں کمی کر دی تھی لہذا چیزوں کی قیمتیں بڑھ گئیں ۔ اس وقت صورت حال ہی ایسی تھی ۔ لیکن اس کا قصور وار کون ہے ؟ یہ حالات اس وقت تھے جب موجودہ حکومت برسراقتدار آئی ۔ اس سے پہلے کے موجود تھے ۔ ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہیں اگر معقول

معاشی اصولوں کو اپنایا نہیں گیا تو اس کے ہم ذمہ دار نہیں تھے دوسری حکومتیں ہوں گی جو ہم سے پہلے برسر اقتدار تھیں لیکن ہم نے یہ زہر کا گھونٹ بھرا۔ اس لئے کہ اگر ہم ایسا نہ کرتے تو پاکستان کی معیشت کی حالت وہ ہوتی کہ کبھی ہم یاد کرتے۔ بہت تباہ کن حالت ہوتی۔ کیونکہ کوئی شخص آپ سے کوئی چیز خریدنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ اس لئے ہمیں یہ فیصلہ کرنا پڑا۔ اور اس کے نتیجے میں ہماری برآمدات میں اضافہ ہوا۔ ہمیں نقصان نہیں ہوا میں اب بھی یقین سے کہہ سکتا ہوں اور تمام انڈیکیٹرز بتلائیں گے اور سارا لٹریچر بتائے گا ۱۹۷۳ء ۷۴ء میں ہماری تجارت کی کیا حالت تھی۔ ہماری برآمدات کی کیا حالت تھی درآمدات کی کیا حالت تھی۔ ہمارے بیلنس آف پیمنٹ کی پوزیشن بالکل ٹھیک تھی اور مناسب تھی ان حالات میں، اور حالات بڑے مشکل تھے۔ اب برابر یہ کہا جاتا ہے کہ جناب چیزوں کی قیمتیں اس لئے بڑھ گئی ہیں کہ آپ نے روپے کی قیمت میں کمی کر دی تھی آپ کر کیا سکتے تھے؟ آپ کی چیزیں ملک میں پڑی رہتیں کوئی خریدنے کے لیے تیار نہیں تھا اس قیمت پر جو آپ نے مقرر کر رکھی تھی۔

جناب والا! اس میں کوئی شک نہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ جب بھی آپ اپنی کرنسی کی قیمت کم کریں گے تو اشیائے صرف کی قیمتوں میں اضافہ ہو گا یہ معاشیات کا ایک اصول ہے لیکن میں پھر کہوں گا کہ باوجود اس کمی کے جو اس وقت کی گئی تھی پاکستان کی کرنسی کی قیمت میں اس سے پاکستان کی قیمتوں میں اتنا اضافہ نہیں ہوا تھا جتنا ہم خیال کرتے ہیں۔ فوری طور پر اس قسم کی پالیسی اختیار کی گئی تھی جس سے کہ اشیائے صرف کی قیمتوں میں اتنا اضافہ نہیں ہوا جو کہ ناقابل برداشت ہو بہر حال ایک بات تو یہ تھی لیکن میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ حکومت کو ایسی چیزوں کا بھی خیال تھا کہ جب چیزوں کی قیمتوں میں اضافہ ہو گا تو لوگوں کی قوت خرید کم ہو جائے گی اور میں اس کو بار بار دوہرانا نہیں چاہتا کہ فلاں تاریخ کو اتنے پیسے دیئے فلاں کو اتنے فلاں کو اتنے پیسے دیئے۔ لازمی طور پر حکومت نے اس طرح کے انتظامات کئے کہ لوگوں کی جیبوں میں اتنے پیسے چلے جائیں کہ ان کی قوت خرید ذرا مضبوط ہو جائے وہ اس قابل ہو جائیں کہ وہ بوجھ برداشت کر سکیں جو کہ ان چیزوں کی قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے آ پڑا ہے۔ جناب! اس طرح کے اقدامات کئے گئے لیکن جناب میں

[Rana Mohammad Haneef Khan]

عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے بعد جو حالات ہوئے - اب سوچنے کی کوشش کوئی نہیں کرتا - اعتراض برائے اعتراض اور بات ہے کہنے کو جو جی میں آئے کوئی کہہ سکتا ہے - روک کون سکتا ہے ؟ بین الاقوامی اقتصادی بحران کے متعلق ہر شخص کو پتہ ہے سارے جہان کو پتہ ہے بچے بچے کو پتہ ہے کیونکہ اس کا بہت چرچا ہوا - اس کا اثر لازمی طور پر ہمارے ملک میں ہونا تھا میں صرف بین الاقوامی بحران کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ جو چیزیں ہمیں باہر سے منگوانی پڑتی تھیں جو چیزیں ہمیں باہر بھیجنی پڑتی تھیں ان کی قیمتیں دوگنی تین گنی چار گنی بڑھ گئیں - اور ان کی قیمتوں میں اضافہ ہو گیا - ایک ایک آئیٹم کے متعلق میں نہیں کہہ سکتا - میرے پاس وقت بھی کہاں ہے ؟ کیونکہ یہ ایک ایسا موضوع ہے کہ اگر ایک ایک آئیٹم پر بحث کی جائے تو دو دو تین تین چار چار گھنٹے چلتی رہے گی میں جلدی جلدی ان چیزوں کو بیان کرنا چاہتا ہوں - اور ان کی قیمتیں بے تحاشہ بڑھ گئیں - جب کارخانے لگیں گے چیزوں کی پیداوار بڑھے گی تو لازمی طور پر آپ کا خرچ زیادہ بڑھ جائے گا - آپ کا خرچ زیادہ ہو گا - اور جب خرچ زیادہ ہو گا تو آپ کہاں سے پورا کریں گے آپ کے اتنے وسائل نہیں ہیں - میں ان وسائل کی بات بعد میں کروں گا - آپ نے وہ خرچ کہاں سے پورا کرنا ہے ؟ وہ خرچ پورا کرنا پڑا ہے کیونکہ دوسرے ممالک نے ان چیزوں کی قیمتیں بڑھا دی ہیں جن کی آپ کو اشد ضرورت ہے - آپ کا ان کے بغیر گذارہ نہیں ہو سکتا - یا تو آپ یہ فیصلہ کر لیں کہ ہمارا دنیا سے قطع تعلق - ہم اپنے ملک میں کوئی ترقی نہیں چاہتے - ہمیں مستقبل کی طرف دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں - جو کچھ ہمارے پاس ہے ٹھیک ہے - یا تو یہ فیصلہ کر لیجئے لیکن اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ یہاں کارخانے بھی لگیں یہاں پر بجلی بھی ہو یہاں پر گیس بھی ہر وقت مہیا ہو یہاں پر ہوسٹل بھی ہونے چاہیں یہاں پر سڑکیں بھی ہونی چاہئیں - یہاں پر ٹیلیفون بھی ہونے چاہئیں تو جناب والا ! اس کا خرچہ آپ کہاں سے لیں گے میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کو، قوم کو یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ آپ نے دوسرے ممالک کے ساتھ ترقی کرنی ہے یا یہاں پر کھڑے ہو جانا ہے - اگر آپ نے ترقی کرنی ہے تو آپ کو وسائل کی ضرورت پڑے گی ارو وسائل جناب والا ! آپ اپنے ملک سے پیدا کر سکتے ہیں ؟ مجھے بتلانے کی ضرورت نہیں ہے بجٹ آ رہا ہے ایک ایک

فگر بتائی جائے گی کہ آپ کے وسائل کیا ہیں آپ کی ریوینیو کولیکشن کتنی ہے ٹیکسز کے ذریعے - اور جن کا اتنا چرچا کیا گیا ہے ، بلاواسطہ ٹیکسوں کے ذریعے اب حکومت کے خزانے میں کتنا پیسہ آتا ہے - یہ چیزیں چھپی تو نہیں رہتیں - یہ بتلانی پڑتی ہیں حکومت کو - لیکن جو آپ نے ترقیاتی پروگرام شروع کئے ہوئے ہیں اس لئے کہ آپ کے وسائل زیادہ ہوں آپ کے اندرونی وسائل زیادہ ہوں ان کے لئے پیسہ کہاں سے آئے گا - افسوسناک بات یہ ہے کہ اس پر بھی اعتراض ہوتا ہے کہ جناب آپ بیشمار پیسہ باہر سے لے رہے ہیں آپ کو ضرورت کیا ہے آپ کے وسائل بے پناہ ہیں آپ گھر سے کیوں نہیں خرچ کرتے اور جب گھر کی بات آتی ہے تو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جناب آپ بلا واسطہ ٹیکس کیوں لگاتے ہیں - آپ کے جو بالواسطہ ٹیکس ہیں وہ آپ کو پتہ ہیں تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آپ کے ذہن میں کیا چیز ہے - ہمیں قرضہ لینا پڑتا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ ہمیں اس چیز پر افسوس ہے لیکن ہمیں ھی نہیں سارے جہان کو قرضہ ملتا ہے تو جناب والا ! اب اگر ہم اپنے اندرونی وسائل کو ٹھیک رکھیں ہم اگر اپنے اندرونی ذرائع وسائل کو زیادہ نہیں بڑھائیں گے تو لازمی طور پر آپ کے ملک میں جہاں تک معاشیات کا تعلق ہے اس میں ڈسٹارشن پیدا ہو گا آپ کو دوسرے ممالک کے پاس مانگنے کے لئے جانا پڑے گا - شاید ایسا بھی وقت آ سکتا ہے کہ آپ جتنا مال بھی دوسرے ملک سے لے کر آئے ہیں اتنا آپ کو واپس بھی کرنا پڑے گا - ایسا بھی ہو سکتا ہے -

خواجہ محمد صفدر : بہت جلد آ رہا ہے -

رانا محمد حنیف خان : نہیں آ رہا ہے - آپ فکر نہ کریں - بہت جلد آپ کے خوابوں میں آ رہا ہے - لیکن جو پالیسی آپ بتلا رہے ہیں کہ یہ نہیں ہونی چاہئے اس سے ضرور آ سکتا ہے کیونکہ لوگوں کی ضروریات بہت زیادہ ہیں لوگ سڑکیں مانگتے ہیں لوگ بجلیاں مانگتے ہیں - لوگ گیس مانگتے ہیں لوگ ھسپتال مانگتے ہیں - لوگ یہ چاہتے ہیں کہ سکول اور کالجز بنیں لوگ نوکریاں مانگتے ہیں ان چیزوں کی لوگوں کو ضرورت ہے لیکن ان کے لئے آپ پیسہ کہاں سے لائیں گے اگر آپ کے پاس پیسہ نہیں ہے تو آپ کو باہر سے لینا پڑتا ہے آپ باہر سے پیسہ اس لئے لیتے ہیں کہ اس پیسے کو صحیح طریقے سے خرچ کر کے اپنے اندرونی وسائل کو اتنا وسیع

[Rana Mohammad Haneef Khan]

کر لیں کہ وقت آنے پر آپ از خود یہ بوجھ برداشت کر سکیں - اور اس کے لئے ہم زراعت کی طرف توجہ دے رہے ہیں میں یہ عرض کرنا چاھتا ھوں کہ یہ جو فیصلہ کل ھوا ہے اس کا مقصد کیا ہے میں سمجھتا ھوں کہ زراعت ھارے ملک کی معاشیات کی بنیاد ہے - اور اس کے لئے ھم نے تمام تر توجہ دے رکھی ہے کہ جہاں تک زراعت کا تعلق ہے اس میں ہم خود کفیل ھو جائیں اور نہ صرف خود کفیل ہو جائیں بلکہ ھم اس پوزیشن میں آ جائیں کہ ھم دوسرے ممالک کو بھی دے سکیں ہمارا مقصد یہ بھی ہے ھم بھی کر رہے ہیں ، تو جناب والا ! میں آپ سے یہ عرض کرنا چاھتا ھوں کہ ھم زراعت کی طرف توجہ دے رہے ہیں اور کل کے فیصلوں کو مجھے دھرانے کی ضرورت نہیں - وقت لگے گا کہ فرٹیلائزر کی قیمت کتنی مقرر کی ہے کاٹن کی پرائس کتنی مقرر کی ہے ، آلو اور پیاز کے متعلق - ان سب چیزوں کے متعلق ھم نے قیمتیں مقرر کی ہیں اس لئے پیداوار کرنے والے کو کم از کم یہ Incentive دے رہے ہیں اور اگر ھم یہ کوشش کریں گے تو اسے محسوس ھو گا کہ میں یہ چیزیں کاشت کروں گا تو مجھے نقصان نہیں ھو گا بلکہ فائدہ ھوگا انہی پالیسیوں کی وجہ سے آج پوزیشن یہ ہے کہ جن چیزوں کو ھم برآمد کرنے سے ڈرتے تھے آج ھم کہہ رہے ہیں کہ ھم ان کو برآمد کرنے کے قابل ھو گئے ہیں زیادہ نہیں تو کم سہی - بہر حال ھم جب کوشش کریں گے کہ ھم برآمد کریں تو ھماری اندرونی ضروریات بھی پوری ھوتی رہیں -

اب جناب والا ! یہاں مصیبت یہ ہے کہ ادھر برآمد کا نام لیا جائے حالانکہ ملک کے اندر ہر چیز موجود ہے اور بڑی افراط کے ساتھ موجود ہے لیکن برآمد کا نام لیا جائے تو ادھر ھمارے تاجر فوری طور پر کہتے ہیں کہ قیمتوں کو زیادہ کر دیا جائے لیکن اس مرتبہ ھم نے جو فیصلہ کیا ہے کہ کسی تاجر کو قیمت بڑھانے کی اجازت نہیں دی جائے گی اس لئے آپ نے جناب والا ! دیکھا ھو گا کہ ان چیزوں کی قیمتیں بڑھنے کے بعد - اور چیزوں کی قیمتوں کی چیزوں میں اضافہ نہیں ھونے دیا - اگر آلو کی قیمت میں آج اضافہ ہے تو اس لئے ہے کہ قیمت اتنی گر گئی تھی کہ گورنمنٹ کو مداخلت کرنی پڑی تاکہ Grower کو نقصان نہ ھو گورنمنٹ کو مداخلت کر کے وہ خود خریدنا پڑا تاکہ آلو کی قیمت اتنی نہ گر جائے کہ کاشت کار کو

Incentive هی نہ رہے اور وہ کاشت نہ کرے ۔ جہاں تک گندم کا تعلق ہے حکومت نے گندم خریدنے کا فیصلہ کیا ہے تو اس کا مقصد یہ ہے کہ گندم کی قیمت اتنی نہ گر جائے کہ کل کو Grower کاشت ہی نہ کرے لیکن جناب والا ! کیا بری بات ہے اس صورت میں جب کہ حکومت کوشش کر رہی ہے کہ ایک چیز کی قیمت اتنی نہ گر جائے کہ کل کو کاشت کرنے والے کاشت نہ کریں تو کیا یہ کہا جائے گا کہ قیمت بڑھ گئی ہے کچھ یہ کہے گا ۔

اس وقت حقیقت یہ ہے کہ حکومت گندم خرید رہی ہے سال کے اس وقت حکومت نے کبھی گندم نہیں خریدی لیکن اب خرید رہی ہے ۔ اس وقت حکومت آلو خرید رہی ہے ۔ اگلی فصل آنے والی ہے اس وقت ہم پیاز خرید رہے ہیں تاکہ ہم برآمد کر سکیں تو یہ کہنا کہ اس وقت قیمتیں چڑھ گئی ہیں ۔۔۔ اب یہ اور بات ہے کہ میرے فاضل دوست کبھی کوئی انڈیکیٹر نکالتے ہیں کبھی کوئی اور بعد میں کہنے لگے ہیں کہ چیزوں کی قیمتیں چڑھی ضرور ہیں حضور والا ! شاہ صاحب منسٹر صنعت نے کہا تھا کہ جہاں تک ضروری اشیاء کا تعلق ہے اٹھارہ ضروری اشیاء ان میں گندم ، چاول ، سبزیاں آلو پیاز اس قسم کی چیزیں آتی ہیں انہوں نے یہ کہا تھا کہ جولائی ۱۹۷۵ء میں ان کی جو قیمتیں تھیں ۔ ان اٹھارہ چیزوں کی قیمتیں کم ہو چکی ہیں انہوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ تمام چیزوں کی قیمتیں جولائی سے کم ہو چکی ہیں اور پھر انہوں نے بتلایا تھا کہ دوسری چیزوں کی اگر سب کو ملایا جائے تو ہم نے یہ دیکھنا ہے ۱۹۷۵-۷۶ء میں قیمتیں کس رفتار سے بڑھی تھیں ۵ . ۲۰ کچھ اس قسم کا حساب تھا بہر حال دو فیصد سے تھوڑی سی زیادہ تھیں ماہوار اس سے پچھلے سال کے مقابلے میں تو اب جس وقت انہوں نے کہا تھا کہ اس وقت ۱۹۷۵-۷۶ء میں جو صورت ہے جولائی ۱۹۷۵ء کے بعد سے اب تک جو رفتار رہی ہے وہ انہوں نے بتلائی تھی اور اس کے بعد میں نے ایک مرتبہ نہیں بیس مرتبہ پچھلی اسمبلی میں بتایا تھا اور یہ کہا تھا جناب والا ! کہاں چیزوں کی قیمتیں ضروری اشیاء کی جو اٹھارہ ہیں میں دعوی کے ساتھ کہتا ہوں کہ ان تمام چیزوں کی قیمتیں کم ہو چکی ہیں بمقابلہ ان چیزوں کے جو کہ جولائی ۱۹۷۵ء میں تھیں اور اگر ان تمام چیزوں کو لیا جائے ضروری تو ان کے بارے میں میں نے بار بار بیان دیا ہے میں نے تو صحیح فگرز نہیں بتلائے ہیں فگرز بتلائینگے بجٹ کے وقت

[Rana Mohammad Haneef Khan]

بتلائینگے لیکن آج میں پھر دعوی سے کہتا ہوں کہ آج دنیا کو یہ مصیبت پڑی ہوئی ہے کہ لوگ کوشش کر رہے ہیں کہ Two digits میں افراط زر نہیں ہونی چاہئیے میں آپ کو یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ Two digits کہیں کم آپ کو Show کرے گا Result سب کو ملا کر -

خواجہ محمد صفدر : خدا کرے -

رانا محمد حنیف خاں : ہے - آج بھی ہے اور اس کے بعد بجٹ میں یہ بتلائیں گے کہ اب اس کا علاج میرے پاس نہیں ہے کہ ہمارے بعض لوگوں کو یہ عادت ہو جائے کہ اگرچہ ان کی آمدنی جتنی بڑھ جائے - ان کی جیب جتنی مرضی بھر جائے اور اگر یہ ان کو عادت پڑ جائے کہ جس وقت سر اٹھایا اس طرف قیمتیں چڑھ گئی ہیں - اس طرف سر اٹھایا قیمتیں چڑھ گئی ہیں - یہ اور بات ہے اس کا میرے پاس علاج نہیں ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کا انکار کون کر سکتا ہے میں نے واضح طور پر یہ دلائل دئے ہیں میں نے آئیٹم بتلائے ہیں - آپ کیسے کہہ سکتے ہیں - یہاں پر پاکستان میں ہر چیز کی قیمت جو ہے اس کا تعلق گندم سے ہے رہا ہے ہمیشہ سے اور ہمیشہ رہے گا جب گندم کی قیمت کنٹرول میں ہے دوسری ضروری اشیاء کی قیمتیں جن کی ضرورت غریب آدمی کو ہر روز پڑتی ہے ان کی قیمت نہیں چڑھ سکتی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا - اور گندم کی قیمت جو ہے اس وقت بالکل واضح ہے کچھ روز پہلے بعض جگہوں پر آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ مجھے خبر آئی تھی جس کی وجہ سے میں پریشان ہو گیا تھا کہ گندم ۲۹ ، ۳۰ روپے بک رہی ہے یہ پریشان کن چیز تھی لیکن خیر بہت دور تھی بہت دور علاقوں میں لوگوں نے سنبھال کر رکھی ہوئی تھی ان کا خیال تھا شاید سال کے آخر میں ۳۷ روپے سے زیادہ قیمت چڑھ جائے گی لیکن بات یہ ہے کہ سمگلنگ نہیں کر سکے اور بہت سی وجوہات تھیں - ان کے پاس سٹاکس پڑے رہے اور آئندہ فصل جو ہے وہ اللہ کے فضل و کرم سے بہت اچھی فصل ہے اس کو دیکھ کر انہوں نے سٹاکس پھینکے ہیں اور گندم کی قیمت نیچے جا چکی ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ ۳۷ روپے سے کم بکے کیونکہ وہ اکنامکس ٹھیک نہیں ہے اس کی بڑی خوشی ہوتی ہے کہ جناب قیمتیں چیزوں کی بڑھ گئی ہیں اور کیوں آخر کسان کیوں مار کھائے اس کی وجہ یہ ہے کہ کون

وہ لوگ ہیں جہاں کہیں بھی رہتے ہیں جس کی تنخواہ ۱۰۰ روپے تھی کیا آج تین صد روپے نہیں ہے کیا ایک ہی طبقے کو رگڑا دینا ہے بڑی آسان بات ہے کہ میری آمدنی تو بڑھ گئی ہے جب میں بازار میں جاتا ہوں اس وقت مجھے یہ تکلیف ہوتی ہے کہ فلاں چیز کی قیمت بڑھ گئی ہے لیکن اس کو یہ خیال نہیں ہوتا کہ میری آمدنی بھی تو بڑھ گئی ہے اور جو چیز میں بناتا ہوں یا جو میری مصنوعات ہیں ان کی قیمت بھی تو چڑھ گئی ہے خواجہ صاحب بات کر رہے تھے ۔ ہم بچپن کی بات کیوں نہیں کرتے اس وقت چیزوں کی قیمتیں کیا تھیں اور کونسا وقت انسان کی زندگی میں آیا ہے اس وقت کے بعد کہ چیزوں کی قیمتیں کھڑی ہوئی ہوں ہم بڑھے ہیں اور بڑھتے جا رہے ہیں لیکن ساتھ انسان کی آمدنی بھی تو بڑھتی جا رہی ہے یہ ایک Thinking بن گئی ہے جیب سے ہم تھری کیسل اور گولڈ لیف کے سگریٹ تو نکال لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جناب آٹھ روپے کا میں نے ابھی لیا ہے لیکن جناب چیزوں کی قیمتیں چڑھ گئی ہیں اور بڑا بوجھ بن گیا ہے اور آٹھ روپے کا سگریٹ کا پیکٹ دھواں سے اڑا دیتے ہیں اور میں وہ بات نہیں کرتا کیونکہ وہ ذرا تلخ ہے کیونکہ یہ بھی ایک عادت پڑ چکی ہے کہنے کی کہ جناب ! چیزوں کی قیمتیں چڑھ گئی ہیں ۔ لیکن اپنے دامن میں جھانکنے کی کوشش نہیں کی کہ اس انسان کا اپنا کردار کیا ہے آج آپ بات کر رہے ہیں اسلام آباد کی اسلام آباد کے لوگ یہاں میں بھی جانتا ہوں لوگوں کی کھال اتارتے ہیں اور دونوں ہاتھوں سے اتارتے ہیں لیکن جناب اس کا جواز کیا ہے آپ راولپنڈی میں جائیں اور وہاں پر جا کر منڈی میں چیزوں کی قیمتیں دیکھیں جہاں کسان کی کھال اترتی ہے تو وہاں پر جا کر دیکھیں کہ چیزوں کی اصلی قیمت کیا ہے وہاں پر آپ کو پتہ لگے گا ۔

جناب نرگس زمان خان کیانی : جناب وزیر صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ اسلام آباد میں دوکاندار لوگوں کی کھال اتارتے ہیں میں خود بھی سمجھتا ہوں کہ پنڈی میں ایک چیز کا بھاؤ پرچون چار روپے سیر اگر ہے تو اسلام آباد میں آٹھ روپے سیر ہے تو جناب اسلام آباد کے دوکانداروں کی کئی کوٹھیاں ہیں اس کے لئے وزیر صاحب کچھ کریں گے ۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر : پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں لیکن اس کا بہر حال جواب رانا صاحب اپنی تقریر میں دیں گے ۔

رانا محمد حنیف خاں : میں زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتا ہوں کہ جس وقت ان کے انکم ٹیکس کی assessment ہوں تو انکم ٹیکس کے محکمے سے کہوں گا ان کی انکم باقاعدہ صحیح assess کریں جو بھی انہوں نے کوٹھیاں وغیرہ بنائیں اور میں ان کو گولی تھوڑی ہی مار سکتا ہوں -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : بشرطیکہ کیانی صاحب اس وقت سفارش کرنے نہ آ جائیں -

رانا محمد حنیف خاں : نہیں جناب سفارش نہیں مانی جائے گی - میں اس میں ذرا سخت ہوں میں صاف کہہ دیتا ہوں یہ گورنمنٹ کے پیسے ہیں میری جیب میں نہیں آنے اور میں نے کسی کو بخشنے بھی نہیں ہیں - سوال ہی پیدا نہیں ہوتا - اس میں لحاظ نہیں ہو سکتا تو میں یہ بتلا رہا تھا کہ وہ آپ کی جیب کاٹ لیتے ہیں یہاں تو یہ حالت ہے تو اس کا میں بندوبست کروں آپ ایک دوکان میں چلے جائیں تو وہاں پر ایک چیز دس روپے میں آپ کو ملتی ہے اور اس کی ساتھ والی دوکان پر پندرہ روپے میں ملتی ہے اور آپ پندرہ والے سے خرید لیں تو میرا کیا قصور ہے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے کہ لوگ بے ایمانی نہ کریں اصلی بات یہ ہے کہ اس وقت statistics کیا بتا رہی ہے اور ہول سیل چیزیں وہاں کس طریقے سے بک رہی ہیں اور یہاں کس طریقے سے بک رہی ہے کیونکہ retail میں جا کر تو ہر جگہ ، ہر گاؤں ، ہر دیہات ، ہر مقام اور locality پر depend کرتا ہے کہ وہاں لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے پھر بھی اس کا سارا انڈکس اکٹھا کر کے جب average نکالی جاتی ہے تو جناب یہ average نکلتی ہے ہو سکتا ہے بعض جگہ لوگوں سے اس سے زیادہ average چارج کرتے ہوں تو کم از کم ہمارا پلاننگ ڈویژن یہ تو نہیں بتا سکتا کہ اسلام آباد میں بھاؤ یہ نہیں کیونکہ اسلام آباد میں تو لوگوں کی کھال اتاری جاتی ہے اسلام آباد کی کیا بات ہے اسلام آباد میں تو بادشاہی ہے اسلام آباد میں تو دوکان دار کی بادشاہی ہے اور میں نے خاص طور پر اس لئے ذکر کیا ہے کیونکہ ان کو یہ پتہ ہونا چاہیئے کہ بھئی اس میں حکومت کا بھی حصہ ہوتا ہے او ر اس سے آپ بچ نہیں سکتے کیونکہ Tax وغیرہ لگتے ہیں تو اس میں معافی نہیں ملا کرتی پھر آپ کو پریشانی ہو گی اس لئے آپ لوگوں کے ساتھ انصاف

کیوں نہیں کرتے آپ اپنا مناسب فائدہ اٹھائیں کیونکہ بعد میں تکلیف ہو گی آپ کو پیسے دینے پڑیں گے کیونکہ وہ آپ کی جیب میں نہیں رہیں گے اس لئے زیادہ لینے کا فائدہ کیا لہذا میں گزارش کروں گا کہ یہ جو اعتراضات ہیں یہ بالکل غیر مناسب ہیں اب میں دوسری چیزوں کے متعلق عرض کروں گا جن کا انہوں نے ذکر کیا ہے اس میں جناب عالی ! ایک چیز بجلی ہے اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ ان چیزوں کی قیمتیں بڑھ جانے کی ایک وجہ یہ ہے کہ ہمیں ہر ایک چیز باہر سے import کرنی پڑتی ہے اور باہر ان کی قیمتیں زیادہ ہیں اب لیبر کو لے لیجئیے لیبر کی اجرت زیادہ ہو چکی ہے اور جہاں چیز کی قیمت زیادہ ہو گی تو لازمی طور پر بوجھ پڑ جائے گا اور خرچ بڑھ جائے گا اور خرچ بھی مناسب طریقے سے اسی شخص کو برداشت کرنا چاہیئے جو شخص اس سے فائدہ اٹھا رہا ہے کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ بجلی تو میں ہی استعمال کروں اور اس کا بوجھ کوئی بیچارہ غریب یہاں سے دوسو میل دور چک میں بیٹھا ہوا برداشت کرے یہ تو نہیں ہو سکتا کیونکہ بجلی تو میں استعمال کرتا ہوں اس لئے خرچ بھی مجھے برداشت کرنا چاہیئے کیونکہ میں اس سے فائدہ اٹھا رہا ہوں یہی نہیں بلکہ جہاں پیسے خرچ کیے جائیں اسی سے آپ کو expand کرنے ہیں کیونکہ آپ کسی سیکٹر سے پیسہ لا کر اس میں خرچ کریں گے کیونکہ ایسا ہوتا ہے ہم کرتے ہیں کیونکہ بعض اوقات کسی دوسرے سیکٹر سے پیسہ لا کر important سیکٹر میں خرچ کیا جاتا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ ہم نہیں کرتے ہیں لیکن کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ اسی سیکٹر سے پیسہ create کیے جائیں اسی سے expand کیے جائیں اور زیادہ کوشش یہ ہونی چاہیئے اور صحیح اکنامک بھی یہی ہے کیونکہ یہ صحیح اکنامک نہیں ہے کہ آپ ایک سیکٹر پر بوجھ ڈال کر دوسرے سیکٹر پر پیسہ خرچ کریں میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ بعض سیکٹر ایسے ہیں جہاں پر ہمیں پیسے خرچ کرنے پڑتے ہیں ۔

جناب عالی ! آپ چاہتے ہیں کہ تربیلا ڈیم سے بجلی کراچی لے جائیں یا منگلا سے آپ بجلی expand کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ہر روز جہاں ہم جائیں یہی مطالبہ ہوتا ہے اور لازمی طور پر فاضل ممبران مجھ سے متفق ہوں گے کیونکہ جب یہ جاتے ہیں تو ہر

[Rana Mohammad Haneef Khan]

ایک چک سے یہی مطالبہ ہوتا ہے کہ میرے چک میں بجلی چلی جائے تو اب جناب وہ تاریں کہاں سے آئیں گی وہ ٹرانسفارمر کہاں سے آئیں گے پول کہاں سے آئیں گے وہاں جن لوگوں نے کام کرنا ہے ان کی تنخواہیں کہاں سے آئیں گی اس لئے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کون پیسے دے گا اور گیس کا بھی یہی حال ہے آپ expansion چاہتے ہیں تو یہ جو تھوڑا بوجھ پڑھے گا اس سے نقصان نہیں ہو گا فائدہ ہو گا اور اگر آپ چاہتے ہیں کہ گھر گھر بجلی پہنچ جائے وہاں بھی بجلی پہنچ جائے جہاں پر آج تک اس کو پہنچانے کا خواب بھی نہیں دیکھا ہو گا کیا اس سے لوگوں کے حالات میں بہتری نہیں ہوگی کیا وہاں پر ترقی نہیں ہو گی ؟ لازمی طور پر جہاں بجلی پہنچائی جائے گی وہاں ترقی ہو گی کیونکہ جہاں سڑک پہنچ جائے وہاں ترقی ہو جاتی ہے اور بجلی تو ایک ایسی چیز ہے جہاں پہنچ جائے وہاں ترقی کے آثار نمودار ہو جاتے ہیں اور جہاں گیس بھی چلی جائے وہاں بھی ترقی کے آثار نمودار ہو جاتے ہیں لیکن ان چیزوں کو پہنچانے کے لئے پیسے کی ضرورت ہے اور ہم نے کوشش کی ہے کہ تھوڑا بہت پیسہ اپنے قدرتی وسائل سے بھی جمع کریں اور ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے اپنے جو ذاتی وسائل ہیں ان سے کچھ پیسہ جمع کر کے خرچ کر لیں اب جناب ہوائی جہاز کے متعلق میں عرض کروں گا کیونکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہوائی جہاز کے کرائے میں اضافہ کیا گیا ہے -

جہاں تک اندرونی اخراجات کا تعلق ہے اس میں پانچ کروڑ کے قریب ہمیں different دینا پڑتا ہے اور جہاں تک اندرونی سروسز کا تعلق ہے تو ہوائی جہاز میں کون لوگ بیٹھتے ہیں کیونکہ ہوائی جہاز میں بیچارہ غریب کسان آ کر تو نہیں بیٹھتا ہے مجھ میں ہمت نہیں ہے کہ میں اپنی جیب خرچ سے کراچی پہنچ جاؤں مجھ میں ہمت نہیں ہے تو اس میں یقیناً وہ لوگ بیٹھے ہیں جن کے پاس دولت ہے جن کے پاس مال ہے اور جو خرچ کر سکتے ہیں تو ان کے اخراجات کسان کیوں برداشت کرے میں اور آپ کیوں برداشت کریں - کیونکہ ہمارے تو اتنے وسائل نہیں ہیں اور نہ ہم خود ہوائی جہاز میں بیٹھنے کے اہل ہیں نہ قابل ہیں اس لئے ہم کیوں برداشت کریں وہ برداشت کریں جنہوں نے ہوائی جہاز پر چڑھنا ہے اس میں subsidy کیوں دی جائے پھر ہوا ہی کیا ہے آپ آج بھی next دو تین جہازوں میں seat لینے

کی کوشش کریں تو آپ کو سیٹ نہیں ملے گی باوجود اس اضافے کے آپ ذرا کوشش تو کریں آپ کو سیٹ نہیں ملے گی یہ حالت ہے اتنا رش ہے۔ تو میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اس میں ان کو ذرا دیکھنا چاہیئے کہ حساب کتاب ٹھیک ہے یا غلط ہے یا اور کچھ کرنا چاہیئے میں ذرا مذاق کر رہا ہوں لیکن بات یہ ہے کہ صحیح چیز یہی ہے کیونکہ اضافے کے باوجود یہ حالت ہے۔

اب جناب freight ہے کیونکہ تھرڈ کلاس کے ٹکٹ میں اضافہ نہیں کیا گیا ہے سیکنڈ کلاس اور air condition میں کیا گیا ہے اور ان کا سب سے بڑا اعتراض یہی تھا کہ چیزوں کی قیمتوں میں اضافہ ہو جائے گا sympathetic ہو جائے گا میں پوچھتا ہوں کہ کہاں ہو جائے گا کیونکہ میں نے اس دن بھی کہا تھا اسمبلی میں کہ انشأاللہ بالکل اضافہ نہیں ہونے دیں گے اس کے لئے بھی ہمیں کچھ طریقے اختیار کرنے پڑتے ہیں کچھ کام کرنا پڑتا ہے یہ کوئی جادو نہیں ہے مجھے بتائیں کہ کون سی چیز کی قیمت بڑھی ہے میں نے اس دن بھی کہا تھا کہ نہیں بڑھنے دیں گے آپ فکر نہ کریں۔

(مداخلت)

رانا محمد حنیف خان: پتہ نہیں کیا ہے بہر حال کچھ نہ کچھ ہے انہوں نے کہا فلاں چیز کی قیمت بڑھے گی جناب والا ! باقی چیزوں کی قیمتیں نہیں بڑھنے دیں گے کسی چیز کی قیمت میں اضافہ نہیں ہو گا اور آپ کا یہ جو خدشہ تھا کہ دوسری چیزوں میں اضافہ ہو جائے گا میں نے کہا تھا کہ بالکل نہیں ہو گا۔

(مداخلت)

رانا محمد حنیف خان: تھوڑا سا وقت ہے۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر: میرے خیال میں طے یہ ہوا تھا کہ بارہ بجے سے لے کر ۱۲-۴۵ تک اس سلسلے میں چلا سکتے ہیں اور آپ نے بارہ بج کر چھ منٹ پر شروع گفتگو کی تھی۔

راؤ عبدالستار (قائد ایوان): اس وقت کیا ٹائم تھا جب ملک اختر صاحب نے تقریر کرنی تھی۔

ملک محمد اختر: مولانا صاحب کلیجہ تھام لو اب ہماری باری ہے۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر : ابھی تو رانا صاحب کی باری ہے کیونکہ آپ نے اپنی باری avail نہیں کی -

رانا محمد حنیف خاں : جناب والا ! مقصد صرف یہ ہے کہ ہمیں اپنے ذاتی وسائل سے کچھ نہ کچھ حاصل کرنا چاہیئے اور ہمیں اپنے وسائل سے ۱۰۰ کروڑ کے قریب اگلے پندرہ بیس مہینوں میں پیسہ ملے گا ہمیں قریباً ۱۰۰ کروڑ روپے لازمی طور پر ملیں گے اور دوسرے ممالک جو آپ کی development کے لئے آپ کی امداد کرتے ہیں تو وہ جب دیکھتے ہیں کہ آپ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکتے ہیں اور آپ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی کوشش کر رہے ہیں تو ان میں بھی ذرا ہمت پیدا ہوتی ہے وہ بھی دیکھتے ہیں کہ ان کی امداد کر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور جو کچھ ہم ان کو دیں گے ان سے توقع ہے کہ یہ ہمیں واپس کر دیں گے اب جناب دوسری بات یہ ہے کہ قیمتوں میں اضافے کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہر جگہ یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ چیزوں کی قیمتیں اس لئے بڑھی ہیں unproductive administrative expenditure بہت بڑھ گئے ہیں اس طرح کے اعتراض ہر جگہ کیے جاتے ہیں اور چند چیزوں کے متعلق مولانا شاہ احمد نورانی نے بھی کہا ہے کہ کاریں import کی جا رہی ہیں لگژری گڈز import کی جارہی ہیں تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ قطعاً ٹھیک نہیں ہے کیونکہ کوئی کار import نہیں ہوئی کوئی Luxury goods نہیں import کی جا رہی ہیں بلکہ ہم نے بند کی ہوئی ہیں لیکن میں یہ تو نہیں کہتا کہ ان پر بالکل ban لگا ہوا ہے ban نہیں ہے لیکن ہم آنے نہیں دیتے اور جو لوگ دھوکے سے کاریں لے کر آتے ہیں ان کی کاریں ختم ہو گئی ہیں ان سے چھین لی گئی ہیں کیونکہ انہوں نے ایک نیا کاروبار شروع کر دیا تھا اور وہ کاروبار یہ تھا کہ کار اندر لے آتے تھے اور یہاں آ کر بڑے آرام سے اس کار کو بیچا اور جس نے خریدا اس نے forged ڈاکومنٹ پر کار رجسٹر کرائی اور کار بیچنے والا آدمی بذات خود disappear ہو گیا -

مولانا شاہ احمد نورانی : ان کا نام ظاہر کریں -

رانا محمد حنیف خاں : نمبر ۲ بعض تو اتنے دیدہ دلیر ہو چکے تھے کہ وہ کار لے آئے اور carnet کی تاریخ ختم ہو چکی ہے اور گورنمنٹ نے یہ campiagn شروع کر

رکھی ہے اور ہم کاریں پکڑ رہے ہیں لیکن وہ اتنے دیدہ دلیر ہو چکے ہیں کہ اس کے باوجود کوشش نہیں کرتے کہ apply کر لیں اور درخواست دے کر کوشش کریں اور carnet کی تاریخ ہی بڑھا لیں وہ کہتے ہیں کہ پاکستان میں پوچھنے والا کون ہے لیکن میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم آخری کار بھی نہیں رہنے دیں گے اس قسم کی آخری کار بھی نہیں رہنے دیں گے وہ لوگ اپنے ذہن میں یہ چیز یاد رکھیں کہ اس وقت تک دم نہیں لیا جائے گا جب تک اس قسم کی فروخت کی ہوئی کاریں جو کہ بغیر duty کے ہیں کیونکہ main چیز تو duty ہے اس لئے کہ import permit بھی نہیں لیا اور duty بھی pay نہیں کی کیونکہ ایسی کاروں کے لئے import permit کی ضرورت نہیں ہے اور duty pay کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ آدمی جو کاریں لے آئیں انہوں نے ان کاروں کو واپس لے جانا ہے کیونکہ اس کار کا مقصد یہ ہے کہ وہ as a tourist آئے ہیں اور انہوں نے کچھ عرصہ رکھنے کے بعد واپس لے جانی ہے ہم اس لئے ڈیوٹی نہیں لیتے لیکن اب یہاں آ کر انہوں نے یہ کاروبار شروع کر دیا ہے کہ ڈیوٹی pay نہیں کی اور یہاں پر کاروبار بھی شروع کر دیا ہے پٹرول بھی آخر بڑا مہنگا ہے اور اس قسم کی مفت آئی ہوئی کاریں پٹرول بھی ہمارا خرچ کریں تو یہ غلط بات ہے اور ہم نے وہ اکٹھی کرنی شروع کی ہوئی ہیں اور ان سے کسی قسم کا لحاظ بالکل نہیں ہوگا ساری اکٹھی کر لیں گے -

رانا محمد حنیف خاں : میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر کاروں کی امپورٹ سے انکا مطلب یہ کاریں ہیں تو پھر میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ اس قسم کی کاریں آ رہی ہیں - اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت فارن ایکسچینج خرچ کر کے کاریں امپورٹ کر رہی ہے تو یہ ٹھیک نہیں ہے - ہم نے قطعی طور پر کاروں کو امپورٹ نہیں کیا -

(اس موقع پر جناب چیئرمین کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

رانا محمد حنیف خاں : Luxury goods کو ہم نے بالکل امپورٹ نہیں کیا - اب پاکستان میں اگر یہ چیزیں ملتی ہیں تو سمگل ہو کر آتی ہیں - اور ہم نے سمگلنگ کے خلاف campaign چلا رکھی ہے - اور اس کے اچھے نتائج برآمد ہو رہے ہیں اور اس سے زیادہ اچھے برآمد ہونگے - میں نے اپنی اپیل میں کہا تھا کہ ہر ایک چیز ملک میں بنتی ہے آپ اپنی صنعتوں کو ترقی دیں اور ترجیح دیں - آپ یہاں سے چیزیں

[Rana Mohammad Haneef Khan]

خریدیں - آپ باہر کی چیزیں استعمال کرتے ہیں - تو لازمی طور پر اس سے سمگلنگ کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور پھر سمگلنگ کا کاروبار جاری رہیگا - حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ ان چیزوں کو روکے - ہم اس کو روکنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں اور اس میں بڑی کامیابی ہوئی ہے - میں آپکو یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ دو مہینے کے اندر سمگل شدہ چھ کروڑ روپے کا سامان پکڑا گیا تقریباً چھ کروڑ روپے کا سامان پکڑا گیا ہے - میں exact figures تو نہیں بتا سکتا چھ کروڑ کے قریب کا سامان پکڑا ہے - کسٹم، اینٹی سمگلنگ اور چیکنگ پوسٹ کے سٹاف نے یہ مال پکڑا ہے - بڑے بڑے آئٹم پکڑے گئے ہیں -

باقی رہا ایڈمنسٹریشن پر اخراجات کا تعلق تو میں عرض کرونگا کہ یہ کم ہو سکتے ہیں بشرطیکہ خواجہ صاحب کا یہ خیال ہو ہم پچاس فیصد لوگوں کو گھروں میں بھیج دیں - اور ان سے نوکریاں لے لیں ہم یہ نہیں کرسکتے - لوگوں کو ملازمتیں دینی ہیں - یہ نہیں ہے کہ ناجائز طریقہ سے ملازمتیں دے رہے ہیں جائز ملازمتیں دی ہیں - جس روز سے یہ حکومت برسر اقتدار آئی ہے حکومت کے ترقیاتی پروگرام اتنے زیادہ وسیع ہوچکے ہیں کہ لازمی طور پر ان کیلئے زیادہ آدمیوں کی ضرورت ہے اور جب زیادہ آدمی ہونگے تو اخراجات بھی بڑھیں گے - لوگوں کو تنخواہیں دینی ہیں - اسکے علاوہ ۱۹۷۲ء میں اگر ایک شخص سو روپیہ تنخواہ لیتا تھا تو اب وہی شخص ساڑھے تین چار سو روپیہ لے رہا ہے - اس طرح بھی اخراجات بڑھے ہیں - انہیں کیسے ناجائز اخراجات قرار دیا جا سکتا ہے - آپ نے ترقیاتی منصوبے شروع کر رکھے ہیں - بڑے وسیع ترقیاتی منصوبے شروع کیے ہوئے ہیں وہ ملک میں جاری ہیں کارخانے لگ رہے ہیں سڑکیں بن رہی ہیں، ہسپتال بن رہے ہیں - اور دور دراز علاقوں میں بن رہے ہیں او ان دور دراز علاقوں میں بھیجنے کے لیے آپکو ایڈوانس دینے پڑتے ہیں تاکہ وہ لوگ وہاں جاکر کام کرسکیں - اب لوگ وہاں کام کررہے ہیں اور تنخواہوں میں بھی دو تین چار گنا اضافہ ہو رہا ہے اور اس لئے لازمی طور پر اخراجات بڑھیں گے اگر آپ موجودہ اخراجات کا ۱۹۶۷-۶۸ء کے اخراجات سے مقابلہ شروع کردیں تو یہ انتہائی غیر مناسب بات ہے - اسوقت اتنے وسیع پراجیکٹ جاری نہیں ہوئے تھے - لوگوں کو ملازمتیں ملی ہوئی ہیں، اور وہ کام کررہے ہیں - اسکے علاوہ یہ بھی ناجائز اعتراض ہے کہ unproductive administration پر اخراجات بہت زیادہ ہوگئے ہیں یہ بھی ٹھیک نہیں ہے - میں عرض کروں گا ہم نے ایک economy کمیٹی بنائی تھی - بار بار یہ

اعتراض ہررہا تھا کہ اخراجات زیادہ ہو رہے ہیں ہم نے کمیٹی مقرر کی اور انہوں نے دو تین ماہ بعد انہوں نے باقاعدہ رپورٹ دی ہے ۔ میں نے وہ رپورٹ پڑھی ہے انہوں نے پورا پورا زور لگایا ہے۔ کہ کسی چھوٹی موٹی جگہ فلاں افسران نہیں ہونا چاہئے اور فلاں ہونا چاہیے ۔ اس کے علاوہ اگر ٹیلیفون کم استعمال کریں اور گاڑیوں کا استعمال کم ہو تو بڑا مشکل ہوجائیگا ۔ فنانس منسٹری جا کر ہر ایک شخص کیساتھ سپاہی کھڑا نہیں کرسکتی کہ ٹیلیفون کال اسوقت نہ کریں دو گھنٹے کے بعد کریں کیونکہ اسطرح اخراجات زیادہ ہو جائیں گے ہرگھر میں ایک سپاہی نہیں ٹھہرایا جاسکتا کہ کار زیادہ نہیں چلسکتی ۔ آپ یہ تو نہیں کرسکتے یہ ناممکن ہے ۔ لیکن میں لوگوں سے پھر گزارش کروں گا کہ مہربانی کرکے کوشش کریں کہ بچت ہو اور اگر وہ کوشش کریں گے کہ economy کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق بڑی مشکل سے تین چار کروڑ روپے کا فائدہ ہوسکتا ہے ۔ باقی آپ اپنے ملک کا بجٹ دیکھ لیں اسکے مقابلے میں اگر آپ تین چار کروڑ روپیہ اس طریقہ سے بچا لیں گے تو مجموعی معاشی حالات پر اسکا کیا اثر پڑیگا ۔ یہ بات خواجہ صاحب جانتے ہیں ۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ لوگوں کو economy کرنی چاہیے ۔ میرا مطلب یہ قطعاً نہیں ہے کہ بچت نہ کریں ۔ پھر یہ گزارش کرتا ہوں کہ ٹیلیفون کا جائز اور کم استعمال کریں میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ کار کا استعمال کم کریں اور اسکے علاوہ جو دوسری سرکاری چیزیں انکے پاس ہیں انکو طریقہ سے استعمال کریں ۔ اور انکو خراب نہ کریں ۔ میں ہاتھ باندھ کر عرض کرتا ہوں کہ مہربانی کرکے دیکھیں کہ فائننس منسٹری کیلئے یہ بالکل مشکل بات یہ ہے کہ ہر ایک کے گھر پر چوکیدار کھڑا کر دیں کہ ایک دو دفعہ کے علاوہ کوئی افسر ادھر ادھر نہیں جاسکتا ۔ انہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ ہم بچت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ میں اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتا ، کیونکہ وقت بہت تھوڑا ہے ۔ میں صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ان تمام چیزوں کے باوجود جو میں نے عرض کی ہیں essential items کی قیمتوں میں اضافہ نہیں ہوا ۔

ایک کلاس کے متعلق میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں سرکاری ملازمین ۔ اس سلسلے میں پے کمیشن کو appoint کیا گیا ہے جسکے چئرمین مسٹر جسٹس انوارالحق

[Rana Mohammad Haneef Khan]

ہیں جو کہ سپریم کورٹ کے جج ہیں - وہ کام کر رہے ہیں - ظاہر بات ہے کہ جہانتک سرکاری ملازمین کے مفادات کا تعلق ہے وہ رپورٹ آ رہی ہے - جہانتک چیزوں کی قیمتوں کا تعلق ہے ، میں نے پوزیشن واضح کردی ہے اس کے باوجود حکومت نے یہ پے کمیشن مقرر کیا کہ یہ دیکھا جائے کہ کہاں کہاں لوگوں کو تنخواہوں میں اور دوسرے الاؤنسوں میں کچھ نہ کچھ ملنا چاہئیے - وہ کام کر رہے ہیں - میں نے بھی گزارش کی ہے اور حکومت نے بھی گزارش کی ہے کہ وہ اپنا کام جلد از جلد کریں - آخر میں میں اس چیز کا اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے ان سے کہا ہے کہ مہربانی کرکے اگست کے آخر تک ، اس سال کے ماہ اگست کے آخر تک ہمیں رپورٹ دے دیں تو ہم آپکے ممنون ہونگے ، حکومت آپکی ممنون ہوگی ، مہربانی کرکے ذرا زیادہ محنت سے کام کریں- انہوں نے کام شروع کردیا ہے اور ہم نے وعدہ کیا ہے وہ کوشش کریں گے کہ اس وقت تک رپورٹ دے دیں - تھوڑا بہت وقت ادھر آدھر ہونے کا امکان ہمیشہ ہوتا ہے یقینی date نہیں دی سکتی - میں نے گزارش کی ہے اور اور حکومت نے بھی گزارش کی ہے کہ آپ مہربانی کرکے اگست کے آخر تک یہ رپورٹ دے دیں - انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ کوشش کریں گے - میں صرف اتنا اعلان ، اس بارے میں کرتا چاہتا ہوں - میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا -

Mr. Chairman : Thank you very much. All is well that ends well. There is no business to transact.

Khawaja Mohammad Safdar : No time is left, Sir.

Mr. Chairman : No time is left but it was already decided that we must conclude the business at 12.45 because it is Friday. So, we can't transact any other business. Well, this motion under rule 187 is not going to be put to the House. No votes are going to be taken. Now, the last item is of adjournment. So, the House stands adjourned to meet again on Monday, the 26th April in the morning at 9.30 a.m.

The House then adjourned to meet again at half-past nine of the clock in the morning on Monday, April 26, 1976